من عاش بعد الموت

ترجمہ

کون کہتا ہے ولی مر گئے

تالیف

أبی بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان القرشی

المعروف **بابن أبی الدنیا** (المتوفی: ۲۸۱)

مترجم

مفسرِ اعظم پاکستان حضور فیض ملت مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ
(متوفی: ۱۴۳۱ھ۔ ۲۰۱۰ء)

محشی

ابو آصف مفتی محمد کاشف المدنی مدظلہ العالی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

من عاش بعد الموت

ترجمه

کون کہتا ہے ولی مر گئے

تالیف

أبی بکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان القرشی

المعروف بابن أبی الدنیا(المتوفی:۲۸۱ھ)

مترجم

مفسرِ اعظم پاکستان، حضور فیض ملت مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

محشی

ابو آصف مفتی محمد کاشف المدنی مدظلہ العالی

نام کتاب: من عاش بعد الموت ترجمہ کون کہتا ہے ولی مر گئے

تالیف: امام ابنِ أبی الدنیا (متوفی: ۲۸۱ھ)

مترجم: فیضِ ملت مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی (متوفی: ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ھ)

محشی: ابو آصف محمد کاشف المدنی مدظلہ العالی

اشاعت نمبر: 306

صفحات: 72

تعدادِ اشاعت: 4600

سن اشاعت: محرم الحرام ۱۴۴۱ھ/اکتوبر ۲۰۱۹ء

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی
فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

فہرست

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

نَحۡمَدُہٗ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوقات تخلیق فرمائی اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا پھر انسانوں میں بھی مختلف مراتب اپنے بندوں کو عطا فرمائے۔ اپنے محبوب رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے افضل اور رسولوں اور نبیوں علیٰ نبیّنا وعلیہم السلام کو دیگر تمام انسانوں سے افضل قرار دیا اور اللہ تعالی نے اپنے اولیاء کو بھی عظیم الشان مراتب عطا فرمائے۔ فضیلتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ جسے جو فضیلت عطا فرمائے کسی کو حقِ اعتراض حاصل نہیں۔ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے: قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ (آلِ عمران: ۷۳/۳) تم فرمادو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے۔

اس آیتِ کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہوئیں۔

ایک یہ کہ مقبولات بارگاہِ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بتائے کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی افضلیت ثابت ہو تو نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ، نسب یا نسبت، شاگردی یا مریدی وغیرہ کو اصلاً دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباواساتذہ ومشائخ کو اوروں سے افضل ہی کریں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضول کیا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اس سے ہوں۔ یہ اسلامی شان ہے مسلمان کو اسی پر عمل کرنا چاہیے اور اس اعتبار سے جب اللہ کے اولیا کی شان کو دیکھا جائے تو اللہ کریم

فرماتا ہے: اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ (الحجرات:۱۳/٤۹)

ترجمہ: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

پتہ چلا کہ تقویٰ ہی افضلیت کا معیار ہے۔اس جہت سے جب اللہ کے اولیا کو دیکھا جائے تو قرآن رہنمائی کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ. (الانفال:۳٤/۸)

ترجمہ: اس کے اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں۔

دوسرے مقام پر اللہ نے فرمایا:

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۝ (یونس:۱۰/ ۶۳-۶۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔

جب اللہ کسی کو اپنا ولی بنالیتا ہے تو اسے کئی جہتوں سے دوسروں پر فضیلت عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ ان سے دشمنی رکھنے والے سے اعلانِ جنگ فرماتا ہے، امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵٦ھ حدیثِ مبارک لکھتے ہیں: عن أبی هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم "إنّ الله قال: مَن عادَى لي وليًا فقد آذنته بالحَربِ" یعنی، حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اس سے اعلان جنگ کرلیا۔

اور جب وہ اپنی زندگی گزار کر دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف جاتے ہیں تو اللہ ان کی قبر کو روشن کر دیتا ہے اور انہیں حیات بھی عطا فرماتا ہے۔

لہٰذاامام ابو بکر عبداللہ بن محمد المعروف ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے تیسری صدی ہجری میں اولیاء کی حیات پر ''من عاش بعد الموت '' کے نام سے رسالہ تحریر کیا جس کا ترجمہ مفسرّ اعظم پاکستان مفتی فیض احمد اویسی رحمہ اللہ نے ''کون کہتا ہے ولی مر گئے'' کے نام سے کیا جو کہ مولانا محمد یوسف اویسی صاحب (کراچی) کے ذریعے (پرنٹ کی صورت میں) اور اس ترجمہ کا مسودہ (فیضِ ملت علیہ الرحمہ کے ہاتھ سے لکھا ہوا) غیر مطبوع بہاولپور سے ملا اور علاّمہ کاشف المدنی صاحب نے اس ترجمے کا عربی نسخے سے تقابل، پروف ریڈنگ اور حواشی کا کام کیا۔ فقیر نے اس ترجمہ کو پڑھا، بحمداللہ اسے مفید پایا۔

موصوف (علاّمہ کاشف المدنی صاحب) ایک عرصے سے جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) کے "دار الافتاء النّور "میں تدریب کے سلسلہ میں میرے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

اس سے پہلے یہ ترجمہ کبھی نہیں چھپا اور اب پہلی بار اس ادارے کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔ لہٰذا ادارہ اس کو اپنے سلسلہ اشاعت نمبر 306 پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل موصوف کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور موصوف کے علم میں بہت بہت برکتیں عطا فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

کتبہ عبدہٗ

محمد عطاء اللّٰہ النعیمی غفر لہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ

آپ کا نام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس القرشی ہے۔ آپ کی پیدائش بغداد میں اوائل قرن ثالث ۲۰۸ھ میں ہوئی۔

اساتذہ:

آپ کے اساتذہ میں حضرت سعید بن سلیمان واسطی، ابراہیم بن منذر حزامی، خالد بن خداش مہلبی، علی بن جعد جوہری، عباد بن موسیٰ ختلی، خلف بن ہشام بزار، محرز بن عون، خالد بن مرداس، احمد بن جمیل مروزی، محمد بن جعفر ورکانی اور داؤد بن عمرو ضبی ہیں۔

تلامذہ:

آپ کے شاگردوں میں حارث بن ابواسامہ، محمد بن خلف وکیع، محمد بن خلف بن مرزبان، عبیداللہ بن عبدالرحمٰن سکری، ابوذر قاسم بن داؤد کاتب، عمرو بن سعد قراطیسی، حسین بن صفوان برذعی، احمد بن سلمان نجاد، ابوسہل بن زیاد، احمد بن فضل بن خزیمہ، ابوجعفر بن بریہ ہاشمی اور ابو بکر شافعی وغیرہم شامل ہیں۔

اقوالِ علما:

علما و فضلاء آپ کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے معترف تھے۔

ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ کے ساتھ ان سے بہت کچھ سیکھا اور میرے والد فرماتے تھے کہ وہ بغدادی صدوق ہیں۔

ابن ندیم نے فرمایا کہ ابن ابی الدنیا متقی، زاہد اور اخبار و روایات کے عالم تھے۔

ابن کثیر نے لکھا: ابن ابی الدنیا حافظ الحدیث تھے اور انہوں نے ہر فن میں تصانیف لکھیں۔ اپنے دور میں کثیر التّصانیف مشہور تھے اور روایت میں صدوق اور حافظ الحدیث تھے۔

امام ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں لکھا: امام ابن الدنیا صدوق و ادیب اور تاریخ دان تھے، انہیں کُتبِ اخلاق و تصوّف میں زیادہ دلچسپی تھی اور کثیر العلم تھے اور ان کی حدیث کی روایت غایۃ علو (اونچے مرتبے) پر ہے، ابن بخاری اور ان کے درمیان صرف چار واسطے ہیں۔

جمال الدین ابو محاسن بن تغری بردی نے فرمایا: ابن ابی الدنیا اولاد خلفاء کے اتالیق رہے، مقتدر اور اس کا بیٹا مکتفی باللہ آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ بڑے عالم، زاہد، متقی اور عابد تھے۔ آپ کی بہترین اور کثیر تصانیف ہیں جو بعد میں آنے والے علوم وفنون میں ان کی عیال ہیں۔ آپ سے بہت سے لوگوں نے علمی استفادہ حاصل کیا اور علماء آپ کے ثقہ ہونے اور صدق و امانت پر متفق ہیں۔

اور امام زرکلی نے فرمایا: ابن ابی الدنیا ان واعظین سے تھے جو اسلوبِ کلام میں ممتاز ہوتے ہیں اور لوگوں کے قلوب کو متوجہ الی اللہ کرنے میں مؤثر الکلام تھے۔

آپ کے علوم وفنون میں یکتا و بے نظیر ہونے پر آپ کی تصانیف شاہد ہیں جس کی طویل فہرست پیش کی جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

آپ کی تصانیف سے معلوم ہوگا کہ آپ کیسے جیّد و محقق تھے۔

آپ علوم وفنون میں بے مثال تھے اور خلفاء و امراء کے اتالیق تھے اس کے باوجود

قناعت کا یہ حال تھا کہ ان کا مشاہرہ صرف ہر ماہ پندرہ دینار تھا جو تا وصال یہی رہا۔ چنانچہ ابوذر نے کہا کہ میں ہر ماہ آپ کی تنخواہ تا وصال پندرہ دینار وصول کرتا تھا۔

عجیب واقعہ:

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ مکتفی موفق خلیفہ کے ہاں حاضر ہوا تو اس کی تختی اس کے ہاتھ میں تھی۔ موفق خلیفہ نے پوچھا: تیرا نوکر کہاں ہے جبکہ وہ تیری تختی اُٹھا کر لاتا تھا۔ اس نے کہا وہ مر گیا اور اس کی مدرسہ سے جان چھوٹ گئی۔ موفق نے کہا: یہ مقولہ تیرا اپنا نہیں، یہ ہارون الرشید خلیفہ عباسی کا ہے کہ اس نے اپنے بچوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ہفتہ میں دو دن پیر اور جمعرات کو اپنی اپنی تختیاں اسے دکھایا کریں۔ ایک دن اس کا بیٹا تختی لے کر آیا تو تختی اس کے ہاتھ میں تھی، پوچھا: تیرا نوکر کہاں ہے، عرض کی وہ مر گیا ہے اور اس کی مدرسہ سے جان چھوٹ گئی۔ کہا تجھے موت مدرسہ میں جانے سے زیادہ آسان ہے؟ اس نے کہا ہاں، ہارون الرشید نے فرمایا تو پھر مدرسہ میں جانا چھوڑ دے۔

پھر ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں: میں موفق خلیفہ کے پاس گیا مجھے فرمایا آپ کو اپنے استاذ سے کتنی محبت ہے؟ میں نے کہا میں ان سے کیوں محبت نہ کروں جبکہ انہوں نے مجھے ابتدائی عمر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر سکھایا اور علوم وفنون سے نوازا، اس کے علاوہ مجھے انہوں نے اس قدر کمال وہنر سکھائے کہ میں آپ کو ایک منٹ میں رُلا سکتا ہوں، پھر اسی لمحہ میں ہنسا بھی سکتا ہوں۔ موفق نے مجھے اپنے تخت کے قریب کر کے کہا: کچھ بات سنائیں، میں نے اسے خلفاء وامراء کے عبرت انگیز واقعات سنائے تو موفق خلیفہ خوب رُویا، اسی دوران راغب یا یانس نے آ کر کہا کہ تم خلیفہ کو کتنی دیر تک رُلاؤ گے۔ میں نے اسے کہا: اللہ تعالیٰ تیرا ہاتھ کاٹ دے، ہٹ جا یہاں سے (تم کون ہو مجھے سمجھانے والے) پھر میں نے خلیفہ کو دیہاتی لوگوں

کے عجیب وغریب واقعات سنائے تو خلیفہ بہت زیادہ ہنسا۔ (خطیب بغدادی فی تاریخ البغداد)

اسی طرح کے علمی وفنی نوادر ابن ابی الدنیا کے مشہور ہیں۔ان کے علمی وفنی کارنامے ان کی تصانیف سے ظاہر ہیں۔

ہم ان کی تصانیف، ان کے علمی وفنی کارناموں کی فہرست پیش کرتے ہیں تاکہ یقین ہو کہ امام ابن ابی الدنیا کس پایہ کے علم وعمل کا خزانہ تھے۔

فہرست تصانیف امام ابن ابی الدنیا

الأداب والأخلاق الإسلامية

☆الأخلاق ☆الأدب ☆الجيران ☆العفو ☆ذم الشهوات ☆الشكر ☆التقوى ☆حسن الظن بالله ☆الحلم ☆الزهد ☆ذم الغيبة ☆العقل وفضله وغيرها

التاريخ والسير

☆اخبار قريش ☆دلائل النبوة ☆المغازى ☆مواعظ الخلفاء ☆حلم الحكماء ☆التاريخ ☆تاريخ الخلفاء ☆اخبار الملوك وغيرها

فى الفقه والأحكام

☆الجهاد ☆العقوبات ☆الفتوى ☆السنّة ☆الصدقة ☆المناسك ☆القصاص ☆الرهائن وغيرها

مؤلفات أخرى

☆صفة الصراط ☆الألحان ☆الدعاء ☆شجرة طوبىٰ ☆المحتضرون ☆النوادر ☆صفة النار ☆البعث والنشور ☆المطر ☆الوصايا ☆الوقف والابتداء ☆الموت ☆القبور ☆العوائد ☆اهوال يوم القيامة

وفات:

جس دن امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کا وصال ہوا، قاضی ابوالحسن فرماتے ہیں:

میں اسماعیل بن اسحاق قاضی کے پاس گیا عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے، آج امام ابن ابی الدنیا کا وصال ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر ابن ابی الدنیا پر رحم فرمائے، ابوبکر ابن ابی الدنیا کے ساتھ علم بھی دفن ہو گیا۔ بیٹا تم یوسف بن یعقوب کے پاس جاؤ، انہیں کہو کہ وہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔

امام ابن ابی الدنیا کو نمازِ جنازہ کے بعد شونیزیہ (قبرستان) بغداد میں دفنایا گیا۔

آپ کی وفات ۲۸۰ھ میں بتائی گئی ہے لیکن خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

یہ وہم ہے دراصل آپ کی وفات ۲۸۱ھ میں ہوئی۔

امام ذہبی بھی فرماتے ہیں:

کہ امام ابن ابی الدنیا کی وفات جمادی الأولیٰ ۲۸۱ھ میں ہوئی۔

تبصرۂ اُویسی

اس برگزیدہ اور محقّق امامِ قرنِ ثالث (جس کے لئے حدیثِ صحیح میں خیر القرون کہا گیا ہے) کے عقائد و مسائل وہی ہیں جنہیں امام احمد رضا محدّث بریلوی قدّس سرہٗ نے چودہویں صدی میں بیان کیا ہے جو لوگ ان کی تحقیق کو بدعت سے تعبیر کرتے ہیں وہ خود اہلِ بدعت ہیں ورنہ خیر القرون اور جیّد آئمہ بدعت کی کیسے تشہیر کر سکتے تھے جبکہ اِن کی تصنیف "من عاش بعد الموت" جس کا ترجمہ فقیر نے پیش کر کے نام اس کا رکھا ہے:

"کون کہتا ہے ولی مر گئے"

جس کا دوسرا مصرعہ ہے:

''قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے''

اب پڑھئے، اور یقین کیجئے حق مذہب وہی ہے جو امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔

وما علینا اِلّا البلاغ المبین

محمد فیض احمد اُویسی غفرلہ

آغاز

مکہ معظّمہ جوہرۃ الوفاء (مسفلہ) ۱۷رمضان المبارک عربی ، ۱۷ رمضان المبارک پاکستانی ترجمہ ”من عاش بعد الموت الإمام ابن ابی الدنیا “،”کون کہتا ہے ولی مر گئے“ یہی اس رسالہ کا نام ہے۔

وہ قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے۔ یہ نام مدینہ طیبہ میں القاء ہوا۔ اُویسی غفرلہ

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علی رسولہ الکریم

امابعد! اس سال ۱۴۲۵ھ کو حاضریٔ مدینہ پاک کا ارادہ تھا کہ تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکوں گا کیونکہ اِس سال کے آغاز میں امراض نے ناکارہ بنادیا۔ مکہ معظّمہ عمرہ کے سلسلہ میں حاضری ہوئی، صوفی مختار اُویسی نے ''من عاش بعدالموت'' دے کر کہا مولانا محمد یوسف صاحب اُویسی نے اس کے ترجمہ فرمانے کا کہا ہے۔ فقیر کو عرصہ سے اس رسالہ کی تلاش تھی کیونکہ اس میں اہلسنّت کے مسلک کی بھرپور تائید ہے اور مصنّف مرحوم بھی قرونِ اُولٰی کے محدّثِ ذیشان ہیں، اسی لئے اس کا ترجمہ ضروری سمجھ کر مکہ معظّمہ میں ہی اس کا آغاز کردیا۔ اکثر حصہ مدینہ طیبہ میں لکھا پھر اعتکاف کے دنوں میں نجدیوں کی شرارت کے پیش نظر لکھنا بند رکھا۔ ابھی اعتکاف میں ہی تھا کہ میرے لختِ جگر مفتی محمد صالح اُویسی رضوی کے انتقال کی خبر ملی، جگر پاش پاش ہوگیا، لکھنا پڑھنا رہ گیا۔ اعتکاف سے فراغت پاکر فوراً بہاولپور آنا پڑا۔ بڑی مشکل سے بقایا ترجمہ مکمل کرکے مولانا محمد یوسف صاحب کو بھجوادیا، خدا کرے مولانا صاحب کو اس کی اشاعت کی توفیق نصیب ہو۔ آمین

فقط والسّلام

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۱۱ شوال المکرّم ۱۴۲۵ھ

نوجوان انصاری

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک نوجوان انصاری کی عیادت کے لئے گیا، میں نے بہت جلد تر مرنے والا کسی کو نہیں دیکھا، ہم نے اس کی آنکھیں بند کیں (۱) اور اس پر کپڑا ڈال دیا۔ (۲)

ہم میں سے کسی نے اس کی ماں سے کہا کہ بی بی صبر کیجئے، صبر کا بڑا اجر ہے۔ اس نے کہا کیا میرا بیٹا مر گیا؟ ہم نے کہا ہاں، اس نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو، پھر اس نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہا: اے اللہ کریم! میں تجھ پر ایمان لائی اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی، مجھ پر جب بھی مشکل آئی میں نے تجھ کو یاد کیا تو تُو نے میری مشکل حل فرمائی۔ اب بھی عرض ہے کہ آج یہ مصیبت میری برداشت سے باہر ہے لہٰذا میرے بیٹے کو زندہ فرما دے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس نوجوان کے چہرہ سے کپڑا اہٹایا گیا تو وہ زندہ تھا، ہم اسی حالت میں تھے کہ اس نے اُٹھ کر ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ (۳)

۱۔ جیسے مرنے والوں کی آنکھوں کو مرتے وقت بند کیا جاتا ہے۔

۲۔ جیسے مُردوں پر مرنے کے بعد ڈالا جاتا ہے۔

۳۔ **تبصرۂ اُویسی غفرلہ:** یہ روایت ''شفاء شریف'' میں بھی ہے: عن أنس أن شابًا من الأنصار توفی وله أم عجوز عمياء فسجيناه وعزيناها فقالت مات ابنی قلنا نعم قالت: اللهم أن كنت تعلم أنی هاجرت إليك وإلی رسولك رجاء أن تعيننی علی كل شدة فلا تحملن علی هذه المصيبة فما برحنا أن كشف الثوب عن وجهه فطعم وطعمنا۔ (شفاء شريف، فصل فی احياء الموتی و كلامها الخ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انصاری نوجوان فوت ہوا، اس کی ایک بڑھیا ماں آنکھوں سے نابینا تھی، ہم اس کے یہاں تعزیت کے لئے حاضر ہوئے اور اس سے کہا کہ تیرا لڑکا فوت

ایک اورنوجوان

(۲) ایک بڑھیا جو بہت ضعیف اور آنکھوں سے اندھی، بہری، اپاہج تھی، اس کا کوئی سہارا نہ تھا سوائے اس کے اپنے بیٹے کے، وہی اسے اُٹھاتا، بٹھاتا، کھلاتا، پلاتا ودیگر ضروریات پوری کرتا۔ قضائے الٰہی سے وہ فوت ہوگیا۔ ہم نے اس کے پاس آکر تعزیت کی اور صبر کی تلقین کی۔ اس نے کہا کیا ماجرا ہے کیا واقعی میرا بیٹا مرگیا؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اے میرے مولیٰ کریم مجھ پر رحم فرما میرا بیٹا مجھ سے نہ چھین، میں اندھی، بہری، اپاہج ہوں، اے میرے مولیٰ اسی وجہ سے مجھ پر رحم فرما۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یہ دیوانگی میں ایسے کہہ رہی ہے۔ ہم بازار سے نوجوان کا کفن خرید کر واپس آئے تو نوجوان اُٹھ کر بیٹھا ہوا تھا۔ (۴)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام عبداللہ بنت ابی ہاشم کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط نعمان بن بشیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اُم عبداللہ کو روانہ کیا جارہا ہے۔

السلام علیکم! میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم نے لکھا تھا کہ میں تمہیں زید بن خارجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حال لکھوں تو معلوم ہو کہ ان کو (زید بن خارجہ رضی اللہ

کہ میرے ہر دکھ میں مدد فرمائے گا، مجھ سے یہ بوجھ نہ اُٹھایا جائے گا کہ میرا بیٹا مجھ سے جدا ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُسی وقت مردہ نوجوان نے کپڑا منہ سے ہٹایا، پھر اس نے ہمارے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ اُویسی غفرلہ

۴۔ تبصرۂ اُویسی غفرلہ: یہ روایت امام بیہقی نے مصنف رحمہ اللہ سے ''دلائل النبوۃ'' میں نقل کی ہے اور ابن کثیر نے ''البدایہ والنہایۃ'' جلد ۶ ص ۱۵۴ میں نقل کی۔

تعالیٰ عنہ) حلق میں درد اُٹھا حالانکہ وہ اس سے پہلے سب سے زیادہ تندرست تھے لیکن اس درد نے انہیں آناً فاناً موت کے گھاٹ اُتار دیا، یعنی ظہر وعصر کے درمیان فوت ہو گئے۔ ہم نے انہیں لٹا کر ان پر دو چادریں ڈال دیں جیسے مُردوں پر غسل دینے سے پہلے کیا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی آیا جبکہ میں ابھی مغرب کے نوافل پڑھ رہا تھا، کہا کہ زید بن خارجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مرنے کے بعد بھی بول رہے ہیں۔ میں جلدی اُٹھ کر پہنچا تو چند انصاری حضرات پہلے سے موجود تھے وہ کہہ رہے تھے کہ ان کی زبان پر درمیانی آواز میں سنائی دیا کہ بہت بڑے طاقتور تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور لوگوں کو یہ حکم نہیں دیتے تھے کہ زبردست کمزور کو کھا جائے، وہ ہیں عبداللہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انہوں نے سچ کہا یہی کتاب اوّل میں ہے۔

پھر کہا کہ عثمان امیر المؤمنین لوگوں کی بہت سی غلطیاں معاف فرماتے تھے ان کی دو راتیں خیر سے گزریں، چار راتیں باقی تھیں پھر لوگوں نے ان کے دور میں اختلاف کیا، بعض نے بعض کو کھایا، نظامِ مملکت درہم برہم ہو گیا۔

اے لوگو! اپنے امیر کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بات سنو اور اس کی طاعت کرو جوان سے روگردانی کرے گا اس کا خون بہانا مباح ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا امر مقرر ٹھہر چکا ہے۔

اللہ اکبر! یہ ہے جنت، یہ ہے دوزخ۔ انبیاء وصدیقین کہہ رہے ہیں سلام ہو تم پر اے عبداللہ بن رواحہ کیا تو نے اس کے باپ اور سعد کے لئے جو دونوں اُحد میں شہید ہو گئے:

كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ۝ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ (المعارج: ۷۰/۱۵ تا ۱۸)

ترجمہ کنز الایمان: ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی آگ ہے، کھال اتار لینے والی

بلا رہی ہے، اس کو جس نے پیٹھ دی اور منہ پھیرا اور جوڑ کر سینت رکھا۔

اس کے بعد ان کی آواز پست ہوگئی، میں نے ان لوگوں سے پوچھا جو مجھ سے پہلے موجود تھے کہ میرے آنے سے پہلے انہوں نے کیا کہا تھا؟ حاضرین نے جواب دیا کہ ہم نے سناوہ کہہ رہے تھے، چپ رہو، چپ رہو۔ ہم ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ آواز کہا سے آرہی ہے، ہم نے غور کیا کہ حضرت زید کپڑے کے اندر سے بول رہے ہیں۔ ہم نے ان کا چہرہ کھولا تو کہتے ہیں یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں و برکتیں۔

پھر کہا ابوبکر صدیق امین وخلیفۂ رسول اللہ ہیں۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جسم میں ضعیف لیکن امر الٰہی میں قوی تھے، انہوں نے سچ کہا،، سچ کہا، سچ کہا۔ یہی کتاب اوّل میں ہے۔(۵)

(۴) عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے وہ خط پڑھا ہے جو حبیب بن سالم کے پاس تھا جو کہ انہوں نے ام خالد کو لکھا تھا۔

امابعد! تم نے مجھ سے زید بن خارجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا وہ واقعہ پوچھا ہے جو وفات کے بعد ہوا۔ اس کے بعد وہی تفصیل ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

ایک انصاری مرد کی کہانی

(۵) حضرت سعید بن مسیّب (تابعی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک انصاری مرد کی وفات کے وقت موجود تھا۔ جب مرنے کے بعد اس پر کپڑے ڈالے گئے

۵۔ تبصرۂ اُویسی: اس سے ثابت ہوا کہ خوش بختوں کو وصال کے وقت حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زیارت سے مشرف فرماتے ہیں اور وہ کتنا ہوتے ہیں (واللہ تعالیٰ اعلم) لیکن یہ معلوم ہوا کہ آپ صلی

جیسے مُردوں پر غسل سے پہلے ڈالے جاتے ہیں تو وہ بول پڑا، کہا: ابوبکر امر الٰہی میں قوی اور نظروں میں کمزور تھے اور عمر امین تھے اور عثمان ان کے طریقے پر تھے، پھر عدل منقطع ہو گیا اور قوی نے ضعیف کو کھایا۔

زید بن خارجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب زید بن خارجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فوت ہوئے تو انصار میں سب کی خواہش تھی کہ وہ انہیں غسل دیں، اس پر بہت بڑا جھگڑا بپا ہوا، میں نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ پہلے دو بار انہیں غسل دیا جائے، تیسری بار ہر برادری کا بڑا سردار مل کر ان کے جسم پر پانی ڈالے، چنانچہ یہ رائے پسند آئی۔ تیسری بار کے غسل میں، مَیں بھی شریک تھا جب ہم نے ان پر پانی ڈالا تو وہ بول پڑے فرمایا: دو گزر گئے چار رہ گئے، دولت مندوں نے غرباء کو کھایا اس پر وہ بکھر گئے اور نظامِ سلطنت نہ رہا۔ ابوبکر رحم دل اور اہلِ ایمان کے لئے رحیم تھے، عمر کافروں پر سخت، وہ ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے، عثمان نرم اور اہلِ ایمان کے لئے رحیم تھے اور تم عثمان کے طریقہ پر ہو۔ پس سنو اور اطاعت کرو اس کے بعد ان کی آواز پست ہو گئی۔ ہم نے دیکھا کہ ان کی زبان تو متحرک ہے لیکن جسم مردہ تھا۔

(۷) نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ زید بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے، ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر ان کے والد خارجہ بن سعد کے ہاں مقیم ہوئے اور ان کی بیٹی سے نکاح کیا اور اس خاتون کا پہلا شوہر سعد تھا۔ زید کے والد اور بھائی سعد غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے اور حضرت زید، حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی خلافت اور حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی خلافت کے چند سال تک زندہ تھے۔ وہ ایک دن ظہر و عصر

کے درمیان مدینہ پاک کی کسی راہ پر جارہے تھے کہ اچانک گر گئے اور اُسی وقت اُن کا انتقال ہوگیا۔ انصار کو معلوم ہوا تو انہیں گھر لے آئے اور ان پر چادریں ڈال دیں جیسے مردے پر غسل سے پہلے ڈالی جاتی ہیں۔ ان کے گھر میں عورتیں رورہی ہیں اور مرد بھی، اسی حالت میں مغرب وعشاء کے درمیان آواز سنائی دی جس میں کہا جارہا تھا چپ رہو، چپ رہو۔ دیکھا گیا تو آواز ان کپڑوں کے اندر سے آرہی تھی۔ حضرت زید کے چہرہ اور سینہ کے کپڑے ہٹائے گئے تو کوئی کہنے والا ان کی زبان سے بول رہا تھا کہ "محمّد رسولُ اللّٰہِ النّبیُّ الأمّی خاتَمُ النّبیّین لا نبیّ بعده"(٦)

یہی کتاب اول میں ہے پھر بولنے والے نے کہا کہ "صدق ، صدق ، صدق (٧)"

پھر بولنے والا ان کی زبان پر بولا کہ: ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صادق وامین تھے وہ جسم میں کمزور اور امرِ الٰہی میں قوی تھے اور یہی کتاب اول میں ہے، پھر ان کی زبان پر بولنے والے نے کہا: صدق ، صدق ، صدق۔ (یعنی، سچ کہا، سچ کہا، سچ کہا۔ کاشف کبیر)

پھر کہا ان کا درمیانہ قوم میں مضبوط تر تھا وہ ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتا تھا، وہ لوگوں کو روکتا تھا کہ قوی ضعیف کو نہ کھائے وہ ہیں عمر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہی کتاب اوّل میں ہے، پھر بولنے والا ان کی زبان پر بولا: صدق، صدق، صدق۔

پھر کہا عثمان امیر المؤمنین ہیں وہ اہلِ ایمان کے لئے رحیم ہیں اور وہ لوگوں کی بہت

٦۔ یعنی: محمد اللہ کے رسول غیب کی خبریں دینے والے بے پڑھے آخری نبی ہیں کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ کاشف مدنی

اس میں مرزا قادیانی کا رد ہے کہ اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اُویسی غفرلہ

٧۔ یعنی، سچ کہا، سچ کہا، سچ کہا۔ کاشف مدنی

خطائیں معاف کر دیتے تھے، دو راتیں گزر گئیں، دو راتوں سے دو سال مراد ہیں اور چار رہ گئیں اب ان کا کوئی نظام نہ رہا۔

اور قیامت قریب ہوگئی، بعض لوگوں نے دوسروں کو کھایا، اہلِ ایمان پریشان ہو گئے اور انہوں نے کہا اے لوگو! اللہ کی کتاب ہے اور اس کی تقدیر سے تم اپنے امیر کی بات مانو اور اس کی سنو اور اس کی اطاعت کرو کیونکہ وہ اپنے پیشواؤں کے طریقے پر ہیں۔ جو رُوگردانی کرے گا اس کے خوف کی کوئی ذمہ داری نہیں یعنی اسے قتل کرنا جائز ہوگا اور اللہ کی تقدیر مقدّر رہے، یہ دوبار کہا۔

پھر کہا یہ نار ہے یہ جنت ہے اور یہ انبیاء وشہداء ہیں کہہ رہے ہیں سلام ہو تم پر اے عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پھر کہا:

كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ۝ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ (المعارج: ۷۰/۱۵ تا ۱۸)

ترجمہ کنزالایمان: ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی آگ ہے، کھال اتار لینے والی بلا رہی ہے، اس کو جس نے پیٹھ دی اور منہ پھیرا اور جوڑ کر سَینت رکھا۔

پھر کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

حضرت نعمان فرماتے ہیں کہ مجھے کہا گیا کہ زید بن خارجہ مرنے کے بعد بول رہے ہیں، میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا ان کے سرہانے گیا میں نے یہ کلام سنا کہ اوسط قوم میں مضبوط تر ہیں، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور میں نے لوگوں سے پوچھا کہ انہوں نے اس

سے پہلے کیا کہا لوگوں نے وہی سنایا جو پہلے مذکور ہوا۔

مسیلمہ کذّاب کے دور کا شہید

(۸) ایک شخص کو مسیلمہ کذاب کی فوج نے شہید کیا تو وہ شہید ہونے کے بعد بولے رہے تھے ''محمد رسول اللہ، ابوبکر الصدیق، عثمان نرم دل اور رحیم۔

ربعی بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹) ربعی بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تین بھائی تھے۔ ہم میں درمیانہ بھائی سب سے زیادہ عبادت گزار اور زیادہ روزہ رکھنے والا اور ہم دونوں سے افضل تھا۔ میں چند روز گھر سے باہر کہیں گیا ہوا تھا جب میں گھر واپس آیا تو مجھے کہا گیا جلدی کرو تمہارا بھائی موت کے منہ میں ہے۔ میں جلدی سے ان کے ہاں آیا تو وہ فوت ہو چکے تھے اور غسل سے پہلے والی چادریں ان پر ڈال دی گئیں تھیں۔ میں ان کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا۔ انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہا السلام علیکم! میں نے کہا کیا مرنے کے بعد بھی آپ زندہ ہیں؟ فرمایا: ہاں، میں اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہوا تو اس نے مجھے روح اور ریحان سے نوازا اور میں نے اپنے رب کو خوش پایا، اس نے مجھے سندس واستبرق کے سبز کپڑے پہنائے اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جو تم سمجھتے ہو۔ یہ تین بار کہا، اور کہا کہ نیک عمل کرو، اس میں سستی نہ کرو۔ یہ بھی تین بار کہا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: میں تیرے انتظار میں ہوں جلدی آؤ ۔اسی لئے میری تجہیز و تکفین میں جلدی کرو۔ اس کے بعد وہ چپ ہو گئے جیسے کنکری پانی میں نیچے تیزی سے گرتی ہے۔ میں نے کہا میرے بھائی کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرو۔

(۱۰) ربعی بن خراش کہتے ہیں کہ میرا ایک بھائی جو گرم ترین دنوں میں نفلی روزے رکھتا

اور سردراتوں میں نوافل پڑھتا رہتا اس کے بعد مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔

علم غیب کی تصدیق

اس واقعہ کا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم ہوا تو آپ نے اس کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنتے تھے کہ اس امت میں موت کے بعد ایک مرد گفتگو کرے گا۔

(۱۱) ابن خراش یعنی ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ زندگی بھر نہیں ہنسیں گے جب تک انہیں یقین نہ ہو جائے کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی، پھر وہی ہوا جو مذکور ہوا۔ اس واقعہ کا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم ہوا تو فرمایا: (راوی) اُخو بنی عبس (رحمۃ اللہ علیہ) نے صحیح کہا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا:

"یتکلّم رجل من أمّتی بعد الموت من خیار التّابعین"

یعنی، ایک مرد میری امت کا موت کے بعد گفتگو کرے گا جو خیر التابعین میں سے ہوگا۔(۸)

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر امتی کے حالات کی خبر ہے۔

سوال: تم کہتے ہو کہ خیر التابعین سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، بعض محدّثین

۸۔ فوائد اُویسیہ: (۱) علمِ غیب کا واضح بیان ہے۔

(۲) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بعطائے الٰہی علمِ غیب حاصل تھا۔ جس کی روایت بخاری میں منقول ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے علمِ غیب کی نفی فرمائی ہے اس سے علمِ ذاتی بالاستقلال کی نفی ہے ورنہ مذکورہ بالا واقعہ کی تصدیق نہ فرماتیں۔

دوسروں کو خیر التابعین کہتے ہیں مثلاً سیّدنا حسن بصری، سیّدنا سعید بن جبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وغیرہ۔

جواب: ہر ایک کا خیر التابعین ہونا حق ہے ''من حیث الخواص'' یعنی اپنی اپنی خصوصیات میں ہر ایک اپنے طور پر خیر التابعین وافضل التابعین ہے۔ تفصیل فقیر کی ''شرح مسلم میں پڑھئے الموسوم ''یصرۃ الملھم فی شرح المسلم'' (اُویسی غفرلہ)

ربیع وربعی دو بیٹے خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے

(۱۲) ربیع بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ ''ضحک'' (ہنسی) سے اپنے دانت نہ کھولے گا جب تک معلوم نہ کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ چنانچہ وہ موت کے بعد ہی بولے (جیسے پہلے مفصل مذکور ہوا ہے) پھر ان کی طرح ان کے بھائی ربعی بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قسم کھائی کہ وہ زندگی بھر نہیں بولے گے یہاں تک کہ معلوم ہو کہ میرا ٹھکانہ جنت ہے یا دوزخ؟ چنانچہ آپ کے غسّال (۹) نے خبر دی کہ آپ غسل کے تختہ پر تبسم فرماتے رہے اور ہم انہیں غسل دیتے رہے، ہمارے فراغت از غسل تک برابر متبسم رہے۔

ایک اور مردِ خدا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۱۳) حضرت ابو عاصم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، فرمایا کہ میرے ماموں پر موت واقع ہوئی۔ ہم نے غسل سے پہلے والے کپڑے ان پر ڈال دیئے اور اُٹھ کر ارادہ کیا کہ انہیں غسل دیں۔ انہوں نے چہرے سے کپڑا اہٹا کر کہا: اے اللہ مجھے موت نہ دے یہاں تک کہ مجھے تیری راہ میں جنگ کرنا نصیب ہو۔ (یعنی میں شہید ہو جاؤں) چنانچہ ایسے ہوا کہ وہ ایک عرصہ تک زندہ رہے یہاں تک کہ انہیں بطّال کے ساتھ شہادت نصیب ہوئی۔

رُؤبہ بنت بیجان (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

(۱۴) آپ سخت بیمار تھی، بالآخران کے گھر والوں کے نزدیک وہ مرگئیں۔انہیں غسل دے کر کفن پہنایا گیا اچانک دیکھا کہ وہ متحرک ہو کر لوگوں کی طرف دیکھ کر کہہ رہی ہیں: مبارک ہو کہ میں نے برزخ کا معاملہ آسان تر پایا ہے جبکہ تم اس کے خطرات سے ڈراتے تھے اور مجھے یہ محسوس ہوا ہے کہ قطع رحمی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا اور مشرک جنت میں داخل نہ ہوں گے۔(۱۰)

ایک مردِ خدا

(۱۵)ایک نیت مرد کی روح پرواز کر گئی تو اس پر اس کے اعمال پیش کئے گئے تو فرمایا: میں نے استغفار سے بڑھ کر کوئی بہتر عمل نہیں پایا۔میں نے جس گناہ سے بھی استغفار کی اسے بخشا ہوا پایا یہاں تک کہ میں نے کسی باغ سے انار توڑا تو بھی بخشا گیا اور میرے لئے نیکی لکھی ہوئی تھی، میں نے کسی شب کو نوافل پڑھے اس پر میں نے آواز بلند کی تو میرے ہمسایہ نے سن لیا اس نے بھی اُٹھ کر نماز پڑھی اس پر بھی میری نیکی لکھی گئی، میں نے کسی دن مسکین کو کچھ دیا لیکن لوگوں کے سامنے، چونکہ اس میں ریا پایا گیا اس پر نہ مجھے نیکی ملی اور نہ میرا گناہ لکھا گیا۔

کوفی جوان شیعہ کا قصہ

(۱۶)ایک مرد کوفہ میں مقیم تھا، وہ لوگوں کو کفن دیتا تھا۔ایک مرد مر گیا اس نے کفن لیا

۱۰۔ تبصرہ اُویسی غفرلہ: اکثر خواتین اپنی کمتری کے احساس میں مبتلا ہو کر خود کو کمتر تصور کر کے عبادت سے محروم رہ جاتی ہے، میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ خاتون ہمت کرے تو بہت سے مردوں سے بازی لے جاتی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حکایت سے معلوم ہوا۔

اور میت کے گھر پہونچ گیا، مردہ کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا، اس نے سانس لیا یعنی زندہ ہوکر اس نے اپنے چہرے سے کپڑا خود ہٹایا اور کہا ان لوگوں نے مجھے دھوکہ دیا اور مجھے ہلاک کردیا، ہائے آگ ہے۔ ہم نے کہا کہو ''لا اِلٰہ الا اللّٰہ'' کہا میں نہیں پڑھ سکتا۔ ہم نے کہا استغفار کرو، اس نے کہا یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ ہم نے کہا کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں ابوبکرو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو گالیاں دیتا تھا۔ (۱۱)

مدائنی نوجوان

(۱۷) ایک مرد مدائن میں فوت ہوا، جب اسے غسل سے پہلے مُردوں کے کپڑوں سے ڈھانپا گیا تو اس کے کچھ لوگ چلے گئے، کچھ رہ گئے، انہوں نے دیکھا کہ وہ مردہ کپڑے کو ہلا رہا ہے یا کپڑا خود متحرک تھا۔ ان میں سے کسی نے اس کے چہرے سے کپڑا اہٹایا تو وہ کہہ رہا تھا کہ اس مسجد مدائن میں چند لوگ داڑھی میں خضاب لگانے والے ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو سبّ بکتے ہیں، ان سے وہ فرشتے بھی بیزاری کا اظہار کررہے تھے جو میری روح قبض کرنے آئے تھے بلکہ ان پر لعنت بھیج رہے تھے۔ ہم نے کہا اے برادر! تم تو اس شامت میں مبتلا نہ تھے؟ اس نے دوبار کہا ''استغفر اللّٰہ'' پھر ایسے ہوگیا جیسے کنکری کو پھینکا جائے تو وہ بے جان ہوکر گری ہوئی ہوتی، یعنی پہلے کی طرح مردہ تھا۔ (۱۲)

شیعہ مردے کی کہانی

۱۱۔ تبصرۂ اُویسی غفرلہ: شیعہ لوگ نہیں سمجھتے، اُنہیں اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوتا لیکن مریں گے تو پتہ چلے گا لیکن اُس وقت پچھتاوا کام نہ آئے گا۔ ابھی سے توبہ کرلیں تو ان کا بھلا ہوگا۔

نوٹ: یہاں تک جتنا ترجمہ ہے وہ مولانا محمد یوسف اُویسی صاحب کے پاس سے ٹائپ شدہ ملا اور اس سے آگے جتنا بھی ترجمہ ہے وہ مسودہ حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے مبارک ہاتھوں کا لکھا ہوا موجود ہے۔ (کاشف

(۱۸) ابوالخصیب کہتے ہیں کہ میں جازر میں تھا اور میری عادت تھی کہ مردے کے لئے فی سبیل اللہ کفن دیتا تھا۔ ایک دن میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ ایک آدمی مر گیا ہے اس کے لئے کفن کی ضرورت ہے، میں اسے ساتھ لے کر مردے کے گھر پہونچا تو دیکھا میت پر غسل سے پہلے والے کپڑے ڈالے گئے ہیں اور اس کے پیٹ پر اینٹ رکھی ہے یا گارے سے لپیٹا گیا ہے، میں نے کہا اسے غسل کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا اس کے لئے کفن کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا اس کے لئے کفن میں لے آتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ساتھی کو لیا اور بازار سے کفن خرید کر اس کی برادری میں آکر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ مردہ اچانک اُٹھا اور اینٹ یا گارا پیٹ سے نکال کر باہر پھینک دیا اور کہہ رہا تھا آگ ہے، آگ ہے۔ میں نے کہا "لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم" پڑھو۔ اس نے کہا اب اس سے مجھے کوئی فائدہ نہیں۔ پھر کوفہ کے مشائخ پر لعنت بھیجنے لگا اور کہا کہ انہوں نے مجھے دھوکہ دیا، یعنی شیعہ بنا دیا یہاں تک کہ میں ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو سبّ بکتا تھا۔ یہ کہہ کر مردہ پہلے کی طرح خاموش ہو گیا۔

ابوالخصیب کہتا ہے میں نے کہا خدا کی قسم میں اسے کفن نہیں پہناتا، یہ کہہ کر میں اُٹھ کھڑا ہوا یعنی اسے کفن نہ پہنایا اور گھر واپس چلا آیا۔ ابوالخصیب کہتا ہے مجھے بیرہ کے بڑے بیٹے نے بلوا کر مذکورہ بالا واقعہ سنا۔

ایک اور شیعہ کی حکایت

(۱۹) یہی ابوالخصیب کہتا ہے کہ میں دولت مند تاجر تھا۔ مدائن کسریٰ میں سکونت پذیر تھا اور یہ ابن ہبیرہ کے دور میں طاعون کی بات ہے، میرا ایک نوکر اشرف نامی تھا۔ اس نے

مجھے آکر کہا کہ فلاں گھر میں مردہ بے کفن پڑا ہے، آپ اس کے کفن کا انتظام کیجئے۔

اس کا گھر مدائن کے ایک محلّہ میں تھا، جب میں وہاں گیا تو واقعی اس کے لئے کفن کی ضرورت تھی، میں سواری پر بیٹھا، میت کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے پیٹ پر اینٹ ہے یا گارا اور اس کے گرد اس کی برادری کے لوگ بیٹھے تھے اور اس کی عبادت کی تعریف کرنے لگے اور دیگر بھی اس کے فضائل بیان کئے، میں نے بازار سے کفن منگوایا اور اس کے نہلانے کا کہا اور قبر کھودنے کی تیاری کرائی۔ ہم اس کے لئے پانی گرم کر رہے تھے کہ وہ اچانک اُٹھا اور اس کے پیٹ والی اینٹ یا گارا گر گیا اور وہ ہائے ہائے کرنے لگا۔ یہ سن کر اس کے قریب والے ڈر کر اِدھر اُدھر جانے لگے۔ میں نے مُردے کے قریب جا کر اس کے بازو کو پکڑ کر پوچھا کیا بات ہے تو نے کیا دیکھا، اب اس وقت تیری کیا کیفیت ہے؟ کہا میں نے شیعوں کے مشائخ کوفہ کی صحبت اختیار کی تو انہوں نے مجھے اپنا ہم عقیدہ یا ہم خیال بنایا اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالی دینا اور ان پر تبرّا کرنا ان کے عقیدہ میں سے تھا۔ میں نے کہا استغفار کر اور وعدہ کر پھر ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ اس نے کہا کہ توبہ و استغفار کا کوئی فائدہ نہیں (توبہ کا وقت گزر گیا) پھر کہا چلئے میں دوزخ میں اپنے ٹھہرنے کی جگہ دکھاؤں۔ میں نے وہ جگہ دیکھی اور کہا کہ تم واپس جاؤ اور اپنے لوگوں کو اس کا حال سناؤ (تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں) اسی لئے میں بولا اور اپنا حال سنایا اب مجھے واپسی کا حکم ہے۔ اس کے بعد اسی حالتِ موت میں تھا، لوگ میرے لائے ہوئے کفن کا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ میں اسے کفن نہیں دیتا اور نہ ہی غسل دیتا ہوں (کیونکہ یہ سنّی شیعہ ہے) اور نہ ہی اس کی نمازِ جنازہ میں شامل ہوتا ہوں (تم جانو اور تمہارا کام) یہ کہہ کر میں واپس ہو گیا اور لوگوں کو تمام واقعہ سنایا لیکن شیعہ برادری بدستور بضد رہی کہ شیطان اس کے منہ پر بولا تھا۔ (۱۳)

۱۳۔ تبصرۂ اُویسی: وہ اپنے مذہب کی لاج رکھتے ہوئے حقیقت کو چھپانا چاہتے تھے لیکن

اس کا بیٹا ابوالخصیب کے پاس آیا اور سارا ماجرا پوچھا۔ ابوالخصیب نے کہا میں نے آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا وہ حق ہے اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں لیکن اس کے بیٹے نے کہا کہ میں نے دوسروں سے اس کے لئے خیر و بھلائی کی باتیں سنی ہیں۔ (۱۴)

(۲۰) **فائدہ:** حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی شیخ ابوالخصیب سے یہی کہانی سنی۔

(۲۱) قبیلہ جہینہ کا مرد

عامر نے کہا کہ میں قبیلہ جہینہ کی بستی میں پہنچا۔ ایک بابا (بوڑھا) بستی میں ایک گھر میں مجھے ملا اور کہا کہ دورِ جاہلیت میں ہمارا ایک جوان فوت ہوگیا۔ ہم نے غسل سے پہلے کے کپڑے اس پر ڈال دیئے اور ہم سمجھے کہ وہ مرگیا۔ ہم نے اس کی قبر کھودنے کا انتظام کیا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ مردہ اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ تم مجھے جس حال میں دیکھ رہے ہو اور مردہ سمجھ کر میرے دفنانے کی فکر میں ہو لیکن مجھے یہ کہا گیا ہے تیری ماں اولاد سے محروم ہوگئی ہے۔

ألاتَــرى إلـــى حــفــرتكَ تــنتـشَـل

ووقـــد كــــادت أمّكَ تثــكــل

أرأيــت إن حــوّلــنــاهـا عنك بِمُحَوّلِ

۱۴۔ تبصرہ اُویسی غفرلہ:

(۱) بدمذاہب کی عادت ہے کہ وہ حقیقت کو چھپانے کے لئے بے تکی تاویلیں گھڑ لیتے ہیں جیسے اوپر کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ مرنے والا خود اپنی داستان سنا رہا ہے لیکن شیعوں نے کہا کہ شیطان بولا، یہ فاسد تاویل بھی بتاتی ہیں کہ یہ مذہب غلیظ ہے کیونکہ شیطان بولتا ہے تو اپنے یاروں کی زبان پر، ورنہ اللہ والوں کے لئے قرآنی فیصلہ ہے:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ۔(الحجر: ۱۵/۴۲)

ثـم قـذفـنــا فيهـــا القـصَـلَ
الـــذي مشـــي وأجـــزل
أتشـــكُــرُ لــربّكَ وتُــصَــلِّ
وتدع سبيل من أشرك وأضل (۱۵)

میں نے کہاہاں ''قصل کو دیکھو''

لوگوں نے کہا کہ مردہ اُٹھ کر چلا گیا، میں نے اس کا پیچھا کیا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ وہ مر گیا ہے۔ پھر اسے اسی قبر میں دفنایا گیا۔

جس مرد نے یہ واقعہ سنایا وہ اس واقعہ کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہا، یہاں تک کہ اسے دولتِ اسلام نصیب ہوئی۔

(۲۲) امام شعبی کہتے ہیں کہ میں نے قبیلہ جہینہ کے بابا کو دیکھا اور انہوں نے یہ قصہ سنایا اور دولتِ اسلام سے نوازا گیا، نماز بھی پڑھتا تھا اور بتوں کو بُرا بھی کہتا تھا۔

(۲۳) ایک اور جہنی

امام شعبی فرماتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں ایک جہنی بیمار ہوا۔ لوگوں نے سمجھا کہ وہ

۱۵۔ ترجمہ:

کیا تو اپنی قبر کو نہیں دیکھتا جس سے تو نکلے گا
اور عنقریب تیری ماں تیری جدائی پر روئے گی
تیرا کیا خیال ہو گا اگر ہم اسے تجھ سے کسی جانب پھیر دیں
پھر اس میں قصل کو ڈال دیں (قصل ایک شخص کا نام ہے۔ کاشف مدنی)
جو زمین پر چلتا تھا اور کٹائی کا کام کرتا تھا
کیا تو اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے

فوت ہو گیا، اس کے لئے قبر کھودی گئی۔ اس کے بعد وہی قصہ بیان کیا جو مذکور ہوا۔ امام شعبی کی روایت میں یہ شعر زائد ہے:

ثـمّ قـذفـنـا فيهـا القـصـل

ثـم مـلأنـا هـا عـليـه بـالـجـندل

إنّـه ظـنّ أن لـن يـفـعـل (١٦)

حسن بن عبدالعزیز نے اس شعر پر ایک اور بیت کا اضافہ کیا۔

أتـؤمـن بـالـنّبـيّ الـمـرسـل

کیا تو نبی مرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا۔

(۲۴) محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی قبروں پر بہترین خوشبودار ریحان (بوٹی) اُگ آئی تھی۔ (۱۷)

قبر میں زندہ بچہ ملا

(۲۵) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوام کے حالات سے آگاہی فرمارہے تھے، آپ کے سامنے ایک شخص کا گزر ہوا جس کے کاندھے پر بچہ تھا اور وہ اپنے باپ کی تصویر تھا، آپ نے تصویر دیکھ کر فرمایا کہ میں نے ان جیسا ہم شکل باپ بیٹا نہیں دیکھا۔ اس

۱۶۔ ترجمہ:

پھر ہم نے اس قبر میں قصل کو ڈال دیا
پھر ہم نے اس پر مٹی ڈال دی
اس نے یہ گمان کیا تھا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو گا

۱۷۔ تبصرۂ اُویسی غفرلہ: جو لوگ قبور و مزارات پر پھول ڈالنے کے منکر ہیں۔ ان کے لئے عبرت ہے کہ قدرت ایزدی کی منشاء بھی یہی ہے کہ محبوبانِ خدا کے مزارات پر پھول ہوں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ

شخص نے عرض کی حضور! اس کے بارے میں ایک عجیب کہانی ہے وہ یہ کہ میں لشکر اسلام کے ساتھ کسی جنگ کے لئے گیا ہوا تھا، اسے ماں کے پیٹ میں چھوڑ کر چلا تو کہا جو ماں کے پیٹ میں ہے اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ جب واپس ہوا تو معلوم ہوا کہ میری گھر والی فوت ہوگئی ہے اور بچہ اس کے پیٹ میں رہ گیا ہے۔ ایک رات میں اپنے عزیزوں کے ساتھ بقیع قبرستان میں بیٹھا تھا کہ ایک قبر سے روشنی محسوس ہوئی۔ میں نے عزیزوں سے پوچھا تو کہا کہ ہم ہر رات یہ روشنی فلاں قبر سے دیکھتے چلے آرہے ہیں لیکن حقیقت کا علم نہیں ہو رہا، وہ قبر میری زوجہ کی تھی۔ میں قبر کھودنے کے سامان لئے جب قبر کے قریب پہونچا تو قبر کھل گئی اور بچے کو دیکھا وہ ماں کی گود میں کھیل رہا ہے اور غیب سے آواز آئی ''وہ امانت لے لو جو تم نے اللہ تعالیٰ کے سپرد کی''

میں نے یہی بچہ اُٹھا لیا اور قبر ہموار کردی۔ آپ نے فرمایا اگر جاتے وقت تو اس کی ماں کو بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا تو اسے بھی بچے کی طرح زندہ پاتا۔

ماں کی بددعا

(۲۶) ابوقزعہ بصری کہتے ہیں کہ ہم ایک کنوئیں سے گزرے جو ہمارے شہر اور بصرہ کے درمیان واقع ہے۔ کنوئیں کے پاس ایک قبر تھی۔ ہم نے قبر سے گدھے کی آواز سنی لوگوں سے پوچھا کہ یہ آواز قبر سے کیسی؟ انہوں نے کہا کہ اس شخص کی ماں کوئی بات کرتی تو جواب دیتا، گدھے کی طرح ''ڈھینچوں ڈھینچوں'' کررہی ہے۔ ماں نے ایک دفعہ اسے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے گدھا بنا دے۔ جب سے یہ مرا ہے ہر رات اس کی قبر سے گدھے کی آواز سنائی دیتی ہے۔

ماں کی بددعا سے گدھا ہوکر مرا

(۲۷) حضرت مجاہد نے فرمایا کہ مجھے کوئی حاجت پیش آئی میں سفر کر رہا تھا۔ راستہ میں ایک قبرستان سے ایک قبر کے اندر گدھے کی آواز سنائی دی جو قبر سے سر باہر نکال کر ''ڈھینچوں ڈھینچوں'' کرتا ہے۔ اس نے میرے چہرے کی طرف منہ کر کے تین بار ایسی آواز کی پھر وہ قبر میں چلا گیا جب میں ان لوگوں کے پاس آیا جن سے میرا کام تھا، انہوں نے کہا تیرا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ میں نے انہیں واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ ایسے کیوں ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے محلّہ کا ہے اس کی ماں اس خیمہ میں رہتی تھی جب وہ بیٹے کو کوئی کام کا کہتی تو وہ جواب میں گالی سناتا۔ ماں نے ایک دن غصہ سے کہا تُو تو گدھا ہے۔ اُس نے گدھے کی آواز میں ماں کے منہ پر آواز کی اور طنزاً کہا ''ہا، ہا، ہا''

جب سے مرا ہے ہم نے اسے قبر میں دفنایا تو اب دفنانے کے وقت سے قبر سے سر باہر نکال کر ماں کے خیمہ کی طرف منہ کر کے روزانہ تین بار گدھے کی آواز کرتا ہے پھر بدستور قبر میں چلا جاتا ہے۔

ایک اور کو ماں کی بد عا

(۲۸) ایک مرد تھا جب اس سے ماں کوئی بات کرتی تو وہ اس کے منہ پر تین بار گدھے کی آواز میں ''ڈھینچوں ڈھینچوں'' کرتا۔ ایک دن ماں نے غصہ سے کہا ''تو گدھا ہے'' جب مرا تو اب نمازِ عصر کے بعد قبر سے سر باہر نکالتا ہے جو اس کے سینہ پر نظر آتا ہے۔ تین بار روزانہ گدھے کی آواز نکالتا ہے اور قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔ (۱۸)

۱۸۔ ان تینوں حکایات میں والدین کے سامنے زبان چلانے والوں کے لیے عبرت ہے والدین کو اس طرح کے بدتمیزی والے جملے کہنے والوں پر لازم ہے کہ ان سے معافی مانگ کر انہیں راضی کر لیں ورنہ قہرِ

گدھا زندہ ہوگیا

(۲۹) ایک جماعت یمن سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھر سے چلی۔ راستے میں ایک شخص کا گدھا مر گیا۔ لوگوں نے چلنے کا کہا اس نے کہا تم چلو میں آ جاؤں گا۔ ان کے چلے جانے کے بعد اس نے وضو کر کے دوگانہ پڑھ کر کہا ''اے اللہ! میں گھر سے تیری راہ میں نکلا تھا، صرف تیری خوشنودی کی طلب میں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں سے مُردوں کو اُٹھائے گا۔ مجھے کسی کا مِنّت بردار نہ بنا، بس میرا اپنا گدھا ہی زندہ کر دے'' یہ کہہ کر گدھے کو چابک مارا تو گدھا کان جھاڑتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اس پر زین کسی اور لگام دے کر اس پر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ انہوں نے کہا تیرے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے کہا تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میرا گدھا زندہ کر دیا۔

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اس گدھے کو دیکھا ہے اس کے مالک نے اسے بیچ دیا۔

(۳۰) فائدہ: یہ ابوسبرہ نخعی سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

زمانۂ فاروقی میں گدھا زندہ ہوا

(۳۱) گدھے کا مالک قبیلہ النخع سے تھا اسے نباتہ بن یزید کہا جاتا۔ وہ زمانۂ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جہاد کے لئے گھر سے نکلا۔ جب وہ شن عمیرہ میں پہونچا تو اس کا گدھا مر گیا۔ پھر واقعہ اسی طرح ہے جیسے اُوپر مذکور ہوا۔ ہاں اس میں یہ زائد ہے کہ کسی نے اسے کہا کہ وہ گدھا بیچ رہا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے زندہ کیا اس نے کہا تو پھر کیا کروں؟ اس شخص نے اسے تین اشعار سنائے۔ مجھے ان میں سے ایک یاد ہے

ومِنّـا الـذی أحيـاالإلـهُ حمـاره

وقـد مـات منه كلّ عضو ومفصل

یعنی ،اور وہ شخص ہم میں سے ہے جس کے گدھے کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا حالانکہ اس کا ہر عضو اور جوڑ مر گیا ہے۔

مردہ نے دشمن کا مقابلہ کیا

(۳۲) ابوعبداللہ شامی کہتے ہیں کہ ہم روم کی جنگ کے لئے گھر سے نکلے۔ہم میں چند آدمی علیحدہ ہو کر دشمن کی تلاش میں چل پڑے،ان میں سے دو پھر علیحدہ ہو گئے۔وہ کہتے ہیں کہ اسی طرح چل رہے تھے کہ ہمیں ایک بوڑھا رومی ملا جو گدھے کو ہانک کر لے جارہا تھا گدھے پر زین اور ساز و سامان تھا۔اس نے ہمیں دیکھ کر گدھے کے مارنے کے لئے تلوار میان سے نکالی اور گدھے پر چلا دی۔گدھا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اس کا ساز و سامان بھی بکھر گیا اور گدھا زمین پر مر کر پڑا تھا۔اس نے ہمیں دیکھ کر کہا کہ دیکھا تم نے میں نے گدھے سے کیا کیا؟ انہوں نے کہا ہاں،ہم نے دیکھا۔اس نے کہا پھر مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم نے اس سے مقابلہ شروع کر دیا بالآخر اس نے ہمارے ایک ساتھی کو قتل کر دیا اور دوسرے کو کہا کہ جیسے تیرے ساتھی کے ساتھ ہوا تیرے ساتھ بھی ویسے ہو گا۔کہتا ہے کہ میں نے ڈر کے مارے بھاگ کر ساتھیوں کے پاس پہنچنا چاہا لیکن جاتے جاتے مجھے خیال گزرا کہ جس مقصد کے لئے گھر سے چلے اسے میرے ساتھی نے تو پالیا یعنی وہ جنت میں چلا گیا اور میں محروم جارہا ہوں۔اس ارادہ پر میں نے واپس لوٹ کر دشمن پر حملہ کر دیا لیکن میرا وار خطا گیا۔اس نے حملہ کیا تو اس کا وار بھی خطا گیا۔میں نے ہتھیار پھینک کر اس کی گردن پکڑ لی لیکن اس نے مجھے جھٹکا دے کر زمین پر گرا دیا اور میرے سینے پر سوار ہو گیا اب

وہ ہتھیار وغیرہ کے ارادہ پر اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا تھا کہ میرے مقتول ساتھی نے اُٹھ کر پیچھے سے اس کے بال کھینچے، اس سے اس نے میرے سینہ کو دشمن سے علیحدہ کر دیا۔ پھر ہم دونوں نے مل کر دشمن کو قتل کر دیا۔ پھر ہم نے اس کا تمام سامان اُٹھایا اور میرا مقتول ساتھی میرے ساتھ باتیں کرتا چل رہا تھا۔ جب ایک درخت سے گزرے تو وہ مقتول (شہید) نیچے گرا اور اسی طرح ہو گیا جیسے پہلے مقتول پڑا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو آ کر واقعہ سنایا تو وہ اس جگہ کو دیکھنے آئے جہاں ہمارا دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوا تھا۔

(۳۳) حکایت

سالم بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک سفر کے لئے نکلا تو زمانۂ جاہلیت کے قبرستان سے گزرا۔ اس میں سے ایک مردہ نکلا جو آگ سے لپٹا ہوا تھا اور آگ کی بیڑیاں اس کے پاؤں میں تھیں۔ میرے پاس پانی کا کوزہ تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا اے عبداللہ! مجھے پانی پلا۔ شاید وہ مجھے پہچانتا تھا کہ میرا نام لے کر مجھے بلایا یا عرب کے محاورہ پر کہ جب کسی کو بلاتے ہیں تو ''عبداللہ'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ واللہ اعلم، اسی دوران ایک اور شخص اس کے پیچھے آیا اور کہا اے عبداللہ! اسے پانی مت پلا یہ کافر ہے، پھر اس نے پہلے شخص کو بیڑیوں سے پکڑ کر دھکیلا اور اسے قبر میں لے گیا۔

اسی شب مجھے ایک بڑھیا کے ہاں قیام کا موقعہ ملا، اس کے گھر کے قریب ایک قبر تھی، میں نے اس کی قبر سے سنا وہ کہتا تھا ''بول وما بول، شن وما شن'' ''پیشاپ اور پیشاپ کیا ہے، مشک اور مشک کیا ہے۔

میں نے بڑھیا سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ قبر والا میرا شوہر ہے۔ جب وہ پیشاب کرتا تھا تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ میں اسے کہتی تھی تجھے افسوس ہے تو

اونٹ سے گیا گزرا ہے کہ وہ جب پیشاب کرتا ہے تو اپنے پیشاب سے بچتا ہے لیکن تو پیشاب سے نہیں بچتا وہ میری بات نہیں مانتا تھا۔ اب جب سے مرا ہے اس کی قبر سے یہی آواز آرہی ہے۔

میں نے پوچھا کہ ''شن'' کیا ہے؟ کہا کہ ایک دن اس کے پاس ایک پیاسا شخص آیا اور اس سے پانی مانگا، کہا وہ سامنے مشک پانی سے پُر ہے، اس سے لے لے۔ اُس بیچارے نے مشک کو کھولا تو اس میں پانی نہ تھا، چونکہ وہ سخت پیاسا تھا فوراً مر گیا اور یہ جب سے مرا ہے تو کہتا ہے ''شن وماشن'' یعنی، مشک اور مشک کیا ہے۔ (۱۹)

جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ کو اس کے بارے میں اطلاع دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمادیا۔

(۳۴) حکایت

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حج یا عمرہ کے لئے گھر سے نکلا۔ جب مقامِ رویثہ تک پہنچا تو میرا قافلہ آگے نکل چکا تھا، میں نے اپنی سواری کو پانی پلایا اور آگے سفر کے لئے پانی کی مشک بھر لی۔ اس کے بعد لوگ جمع ہو گئے اور مجھ سے حالات پوچھنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اسے جانے دو اس کا قافلہ نکل جائے گا ان سے فارغ ہو کر میں قافلہ کی طرف چلا راستے میں ایک قبرستان تھا اس میں سے ایک مردہ نکلا اس کے جسم سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور ہاتھ میں بیڑیاں تھیں۔ قافلہ والے اس سے نفرت کر کے چلے اور وہ مردہ مجھے پکار کر کہتا تھا اے اللہ کے بندے مجھ پر پانی ڈال (تاکہ آگ کے شعلے بجھ جائیں) اس

کے پیچھے ایک شخص نکلا وہ کہتا تھا اس پر پانی مت ڈالنا یہ کافر ہے۔

مردے نے جو نام پکارا، نا معلوم وہ میرا واقف تھا یا اہلِ عرب کی عادت پر عبداللہ پکارا پھر میں نے دیکھا کہ اُس شخص نے اس کافر کو قبر میں دھکیلا اور اسے ایک چابک مارا۔

قاضی کا حال

(۳۵) حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک صاحب نے چالیس سال قضاء (افسری) کی، ایک دفعہ بیمار ہوا تو لوگوں سے کہا کہ اس مرض سے بچنا مشکل ہے جب میں مر جاؤں تو مجھے چار یا پانچ دن تک نہ دفنانا۔ جب کوئی بات پیش آئے تو تمہارا کوئی ایک مجھے بلائے (میں جواب دوں گا) جب وہ مر گیا تو اسے ایک صندوق میں بند کر دیا گیا۔ تیسرے دن انہیں اس کے تابوت میں سے بدبو محسوس ہوئی۔ ایک مرد نے اسے پکارا، اے فلاں (قاضی) صاحب! یہ بدبو کیسی ہے؟ اسے بولنے کی منجانب اللہ اجازت ملی اور بولا کہ میں نے تمہارے میں چالیس سال قضا (افسری) کی ہے میں نے کبھی کوئی غلط کام نہ کیا، صرف ایک غلطی ہوئی کہ میرے پاس دو شخص (مدعی، مدعی علیہ) آئے۔ ایک کے ساتھ میرا دل لگ گیا، میں اسے اپنے قریب کر کے اس کی بات سنتا اور زیادہ وقت دیتا۔ دوسرے سے دور سے بات کرتا اور اسے وقت بھی تھوڑا دیتا۔ یہ بدبو اسی کوتاہی کی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے کان پر کچھ کیا تو وہ اسی وقت مر گیا۔ (یعنی بولنا بند کر دیا)

ملائکہ کا زائر مردہ

(۳۶) معمر العمی کہتے ہیں کہ ہم میں ایک شخص بیمار رہا، یہ ۹۶ھ کی بات ہے، اسے عباد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ہم نے سمجھا کہ وہ مر گیا۔ ہمارے بعض کہتے کہ وہ یقیناً مر گیا

کہتا ہے ''یـامّہ'' اور ہاتھ کھول کر کہتا ''أین ابی ''میں نے دونوں کو گم پایا ہے۔ پھر آنکھیں کھول دیں۔ ہم نے اسے کہا ہم نے سمجھا کہ تو مر گیا ہے۔ کہا ہاں، میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ بیت اللہ میں لوگوں کے سروں پر چکر لگا رہے ہیں۔ ایک فرماتا ہے کہ اے اللہ اپنے ان بندوں کو بخش دے جن کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور دنیا کے دور دور کے کناروں سے آئے ہیں۔ دوسرے فرشتے نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بخش دیا۔ ان میں ایک فرشتہ کہتا ہے، اے مکہ والو! اگر یہ دور دور سے آنے والے نہ ہوتے تو میں دونوں پہاڑوں کے درمیان کو آگ سے بھر دیتا۔

پھر مردے نے کہا مجھے بٹھا دو پھر کہا اے غلام جا ان کے لئے میوہ جات لے آ۔ ہم نے کہا ہمیں میوہ جات کی ضرورت نہیں۔

بعض نے کہا کہ اگر اس نے ملائکہ کو دیکھا ہے تو اب اس کا بچنا محال ہے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ تھوڑی دیر بعد اس کے ناخن سبز ہو گئے، ہم نے اسے زمین پر لٹایا تو مردہ تھا۔

(۳۷) حکایت

داؤد بن ہند نے کہا کہ میں ایک دفعہ سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ موت کا یقین ہو گیا میرے گھر کا دروازہ میرے کمرے کے سامنے تھا اور میرا کمرہ میرے گھر کے دروازہ کے سامنے تھا۔ میں نے ایک مرد کو دیکھا جو میری طرف آ رہا ہے اس کا سر موٹا اور کاندھے موٹے تھے، گویا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جن کو جات (۲۰) کہا جاتا ہے۔

میں نے اِسے دیکھا وہ ان لوگوں کے مشابہ تھا جو رب کا کام کرتے ہیں، میں نے اسے دیکھ کر ''انا للّٰہ و انا الیہ راجعون'' پڑھا۔

میں نے سنا تھا کہ کافروں کی روح سیاہ فرشتہ نکالتا ہے۔ میں اسی حال میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھل گئی اور میں آسمان کو دیکھ رہا تھا اور آسمان سے ایک مرد اترا جس کا سفید لباس تھا اس کے پیچھے اور ایک اترا، یہ دونوں پہلے والے کو جھڑک رہے تھے لیکن میرا دل پتھر سے بھی سخت تھا یعنی میں ان سے نہ گھبرایا۔ ان دونوں میں سے ایک میرے سر کے نزدیک بیٹھ گیا، دوسرا پاؤں کے قریب، سر والے نے پاؤں والے سے کہا کہ اسے ہاتھ لگاؤ یہ کیسا ہے، اس نے میری انگلیوں پر ہاتھ پھیر کر کہا یہ مجھے نماز کے لئے بار بار جانے والا معلوم ہوتا ہے۔ پھر پاؤں والے نے سر والے کو کہا کہ تم اسے ہاتھ لگاؤ، اس نے میرے گلے پر ہاتھ پھیر کر کہا اس کی زبان ذکر اللہ سے تر محسوس ہوتی ہے ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ابھی اس کی موت کا وقت نہیں آیا، پھر میرے گھر کی چھت کھل گئی، وہ دونوں اس سے آسمان کی طرف اُڑ گئے پھر چھت بدستور درست ہوگئی۔ (۲۱)

(۳۸) حکایت

عبدالکریم بن حارث حضرمی کہتے ہیں کہ ہمیں ابوادریس حضرمی نے بتایا کہ شہرِ مدینہ کا ایک شخص جسے زیاد کہتے تھے ہمارے پاس آیا، ہم نے رومیوں سے جنگ کی چنانچہ ہم نے ایک شہر کا محاصرہ کیا اس وقت ہم تین رفیق تھے میں اور زیاد اور ایک تیسرا شخص جو کہ اہل مدینہ میں سے تھا، ہم نے اپنے میں سے ایک کو کھانا لانے کے لئے بھیجا، اسی دوران ایک منجنیق (۲۲) زیاد کے قریب پہونچی، پھر اس میں سے ایک ہڈی گری جو زیاد کے گھٹنوں کو

۲۱۔ پتا چلا کہ جو نمازی ہوتا ہے فرشتے اس سے نرمی والا معاملہ کرتے ہیں۔ کاشف مدنی

۲۲۔ منجنیق توپ کی طرح ہوتی تھی جس میں پتھر وغیرہ ڈال کر دوسرے پر پھینکا جاتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی نمرود نے منجنیق میں ڈال کر ہی آگ میں ڈلوایا تھا لیکن اللہ عزّ وجل نے آگ کو ان پر گلزار

لگی اس سے وہ غش کھا کر گرا، میں نے اسے سنبھالا اسی وقت میرا دوسرا ساتھی بھی واپس آیا، میں نے اسے بلایا ہم دونوں اسے ایک محفوظ جگہ پر لے گئے کہ جہاں منجنیق اور تیر نہ پہنچ سکیں ،اسی حالت میں ہم کافی دیر بیٹھے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی اس وقت تک زیاد بے حس پڑا رہا پھر تھوڑی دیر بعد متحرک ہو کر اتنا ہنسا کہ اس کی داڑھیں کھل گئیں پھر اتنا رویا کہ اس کے آنسو اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے پھر بدستور بے حس پڑا رہا پھر تھوڑی دیر بعد ہنسا اور رویا پھر بے حس ہو گیا چند لمحوں کے بعد ہوش میں آیا اور خود بخود اُٹھ بیٹھا اور کہا مجھے کیا ہو گیا تھا؟ ہم نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ تم ایسے ایسے ہنسے اور روئے۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں، ہم نے کہا تمہیں یاد ہے کہ تمہارے قریب منجنیق آئی تھی؟ اس نے کہا ہاں۔ ہم نے کہا تمہیں اس سے ہڈی لگی تو تم بیہوش ہو گئے تھے اس کے بعد تم ہنسے بھی اور روئے بھی، زیاد نے کہا ہاں اس کی وجہ ہے وہ یہ کہ بیہوشی میں مجھے ایک حجرے میں لے گئے وہ یاقوت وزبرجد کا تھا، پھر مجھے ایک بستر دکھایا گیا جس کے بعض حصے دوسرے حصے سے ملے ہوئے تھے، اس کے سامنے چاندنی بچھی ہوئی تھی۔ جب میں اس بستر پر بیٹھا تو اپنے دائیں جانب سے زیور کی آواز سنی وہاں ایک عورت ظاہر ہوئی میں نہیں جانتا کہ وہ عورت زیادہ حسین تھی یا اس کا لباس یا پھر اس کا زیور ایک عورت تھی نہایت اعلیٰ لباس اور بہترین زیورات سے مزید تھی۔ میں نے اسے اپنے بستر کی طرف بلایا جب میرے قریب ہوئی تو مرحبا کہہ کر کہا کہ میں نے جفا کار کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ہمیں بُرے آدمی کا سامنے نہ ہو، پھر کہا کہ میں فلاں عورت کی طرح نہیں۔ میں نے اپنی کہانی سنائی، وہ سن کر ہنسی اور میرے دائیں جانب آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں تیری زوجہ کی سہیلی ہوں، میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے کہا ٹھہر جا! ابھی تیرا وقت نہیں آیا تم ظہر کے وقت مجھے ملو گے

اس کی بات سن کر میں رویا، پھر میں نے گھنٹی کی آواز بائیں جانب سے سنی دیکھا جب دیکھا تو اچانک ایک عورت تھی جو کہ دائیں طرف والی عورت کی طرح تھی، میں نے اس سے وہی کہا جو پہلی عورت سے کہا تھا اور ہنسا پھر وہ میرے بائیں جانب بیٹھ گئی۔ میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کہا ٹھہر جا! تیرا وقت نہیں آیا، تو میرے پاس ظہر کے وقت آئے گا۔

زیاد بیٹھا یہی باتیں سناتا رہا یہاں تک کہ ظہر کے وقت مؤذن نے اذان کہی تو زیادہ ایک طرف جھک گیا اور انتقال کر گیا۔ (۲۳)

فائدہ

عبدالکریم نے کہا کہ یہ واقعہ ابوادریس مدینی سے ایک مرد نے سنا، میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا کیا تو نے ابوادریس سے یہ واقعہ سنا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔

(۳۹) حکایت

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ گذشتہ زمانہ میں چند نوجوان اپنے شہر سے نکل کر اہلِ روم کے ساتھ جنگ کرنے جاتے تھے اور ان پر حملہ کر کے ان کے اموال واسباب چھین کر واپس لوٹتے، ایک دفعہ پکڑے گئے، رومی سب کو گرفتار کر کے اپنے کافر بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے انہیں اپنے دین کی دعوت دی، انہوں نے انکار کیا اور کہا ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کر سکتے۔ بادشاہ نے اپنے درباریوں سے کہا ان کے ساتھ کیا کیا جائے؟ انہوں نے کہا انہیں دریا کے کنارے والے ٹیلے پر چڑھا کر نیچے گرایا جائے، دریا میں ڈوب کر مر جائیں گے۔ چنانچہ بادشاہ نے ان قیدیوں کو بلا کر ان میں سے

۲۳۔ پتا چلا کہ اللہ والوں کو دنیا سے جانے سے پہلے ہی جنت اور جنت میں ملنے والی حوریں دکھادی جاتی ہیں۔

ایک کے ہاتھ گردن کے پیچھے کر کے دریا میں پھینکا، اچانک اس کا سر ان دربایوں کے سامنے پانی سے ظاہر ہوا اور پڑھنے لگا۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ٥
فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ٥ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ٥

(الفجر : ۸۹/۲۷-۳۰)

ترجمہ کنزالایمان ﴾ اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

(۴۰) حکایت

حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم ایک جنگ میں تھے۔ ہمارا دشمن سے سامنا ہوا، جب ہم فارغ ہو کر لوٹے تو ہم میں سے ایک فرد مفقود تھا۔ اسے ہم نے ایک وادی میں مقتول پایا، اس کے گرد چند لونڈیاں دف بجا رہی تھیں۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو بھاگ کر جنگل میں چھپ گئی۔

(۴۱) حکایت

عطاف بن خالد کی خالہ فرماتی ہیں کہ میں ایک دفعہ شہدائے احد کے مزارات پر گئی، ویسے میں ہمیشہ زیارت کے لئے جایا کرتی تھی لیکن اس دفعہ عجیب امر دیکھنے میں آیا وہ یہ کہ میں نے دو رکعت نفل پڑھ کر سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دی، میں نے وہاں کسی بھی فرد کو نہ دیکھا سوائے ایک غلام کے جو وہاں کھڑا تھا۔ اس نے میری سواری

''السلام علیکم'' میں نے سلام کا جواب مزار کے اندر سے سنا اور اس کا مجھے ایسے یقین ہے جیسا میرا عقیدہ ہے کہ میرا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور ایسا یقین جیسے ہم جانتے ہیں رات گئی دن آیا۔ یہ حال دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں گھبرا گئی۔ (۲۴)

(۴۲) حکایت:

یزید بن طریف فرماتے ہیں کہ میرا بھائی فوت ہو گیا جب ہم نے اسے قبر میں اُتارا سب لوگ چلے گئے تو میں بھائی کی قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ قبر کے اندر سے ہلکی سی آواز سنائی دی اور میں نے پہچان لیا کہ وہ آواز میرے بھائی کی تھی، وہ کہہ رہا تھا ''اللہ'' پھر اسے کسی نے کہا: تیرا دین کیا ہے؟ کہا: ''الاسلام''

(۴۳) حکایت:

علاء بن عبدالکریم فرماتے ہیں کہ ایک مرد مر گیا اس کا ایک نابینا بھائی تھا۔ وہ کہتا ہے کہ ہم نے بھائی کو دفن کر دیا، پھر تمام لوگ چلے گئے میں قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ قبر کے اندر سے سنائی دی، کوئی کہتا ہے ''من ربک'' میرے بھائی نے جواب دیا ''اللّٰہ ربّی و محمّد نبیّی'' یعنی: اللہ میرا رب ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے نبی ہیں میں نے اپنے بھائی کی آواز پہچانی جیسے وہ بولتا تھا، اسی طرح کی آواز تھی۔ پھر میرے کان کے قریب کوئی شے تیر جیسی قبر سے نکلی اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں گھبرا گیا، اس کے بعد گھر واپس چلا آیا۔

حضرت یحییٰ پیغمبر علیہ السلام کا سر مبارک

۲۴۔ اس حکایت سے یہ پتا چلا کہ اللہ کریم اپنے ولیوں کو ان کی قبروں میں ایسی طاقت والی حیات دیتا ہے کہ

(۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ وحضرت یحییٰ علیہما السلام بارہ حواریوں میں مبعوث ہوئے وہ لوگوں کو دینی احکام سکھاتے تھے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھا کہ بھانجی سے نکاح حرام ہے اور وقت کے بادشاہ کو اپنی بھانجی سے عشق تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ اس سے نکاح کرے گا۔ بادشاہ اس کی روزانہ ہر حاجت پوری کرتا۔ جب بادشاہ کی بہن کو معلوم ہوا کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام بھانجی سے نکاح کو حرام کہتے ہیں تو اس نے اپنی لڑکی کو سکھایا کہ جب بادشاہ تم سے ضرورت پوچھے تو کہہ دینا کہ مجھے یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا علیہم السلام کا سر چاہیے۔ چنانچہ حسبِ دستور لڑکی بادشاہ کے پاس گئی تو بادشاہ نے کہا کوئی ضرورت ہو تو بتاؤ؟ اس نے کہا مجھے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا سر چاہیے۔ بادشاہ نے کہا اس کے سوا کچھ اور مانگ لے؟ اس نے کہا بس یہی سوال ہے۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ لڑکی بضد ہے تو اس نے ایک تھال منگوایا پھر اس نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو شہید کروا کر ان کا سر مبارک اسی تھال میں رکھ کر بھانجی کے پاس بھیج دیا۔ (۲۵)

حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کے جسم کا قطرہ زمین پر گرا تو زمین اُبلنے لگی، جیسے ہانڈی ابلتی ہے اور وہ بدستور عرصہ تک اُبلتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو ان پر مسلط کیا اور اس نے عزم کیا کہ اسی جگہ پر انسانوں کا قتل کر کے اس وقت تک خون بہایا جائے گا جب تک زمین ساکن نہ ہو جائے۔ چنانچہ یحییٰ علیہ السلام کے بدلے میں ستر ہزار آدمی قتل کئے گئے۔

(۴۵) شہر بن حوشب نے فرمایا کہ جب اس لڑکی کے پاس حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک پہنچا تو اس نے تھال کو سونے سے مرصع کر کے ماں کو بھیجا۔ جب وہ سر مبارک

تھال میں رکھا گیا تو تین دن تک سر مبارک کلام کرتا رہا اور کہتا تھا کہ نہ بادشاہ کی بھانجی اس پر حلال ہے اور نہ وہ بھانجی کے لئے حلال ہے۔ جب لڑکی کی ماں نے آپ (علیہ السلام) کا سر مبارک دیکھا تو کہا آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

(۴۶) عورت قاتلہ کا انجامِ بد

اس کے بعد وہ چادر اور دوپٹہ اور دیگر لباس ریشمی پہن کر اپنے محل پر چڑھنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے سخت اور تیز آندھی بھیجی جس سے اسے جھٹکا لگا تو کپڑوں سے لپٹی ہوئی نیچے گری۔ اس نے خونخوار کتے پال رکھے تھے جب وہ انسانی لاش کو چیر پھاڑ کر کھا گئے۔ جب کتے اسے کھا رہے تھے تو وہ آنکھوں سے دیکھتی رہی کیونکہ کتوں نے سب سے آخر میں اس کی آنکھیں چبائیں۔(۲۶)

(۴۷) مطرف بن عبداللہ بن شخیر

آپ بیمار ہوئے تو آپ کی عیادت کے لئے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ اور ایک اور شخص حاضر ہوئے تو وہ اس وقت بیہوشی میں تھے۔ فرماتے ہیں کہ ان سے تین انوار چمکے پہلا سر سے، دوسرا ان کے وسط سے اور تیسرا ان کے پاس سے۔ فرماتے ہیں اس سے ہم خوفزدہ ہوئے۔ جب وہ ہوش میں آئے تو ہم نے ان سے پوچھا اے ابوعبداللہ ہم نے یہ عجیب منظر دیکھا، اس سے ہم گھبرا گئے۔ آپ اس کی وضاحت فرمائیے۔ فرمایا کیا تم نے وہ

۲۶۔ تبصرہ اُویسی غفرلہ: حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک بھی بلا جسم بولتا رہا اور ہر مقام ومحل کے مطابق بات کرتے اور اس عورت کو سزا ملی تو نبی علیہ السلام کی گستاخی کی وجہ سے یونہی گستاخوں کا انجام برباد ہوتا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''گستاخوں کا بُرا انجام'' اور الحمدللہ ہم نے احباب سمیت سیّدنا یحییٰ علیہ السلام کے سر مبارک کے مدفون کی زیارت کی یہ

منظر دیکھا؟ ہم نے کہا ہاں۔فرمایا یہ "سورة الم تنزيل السجده" تھی۔اس کی ۱۹ آیات ہیں۔اس کا اوّل میرے سر پر چمکا،اس کے درمیانہ درمیان سے،آخری پاؤں کی طرف اور سورۂ ملک نے میری شفاعت کی اوراوپر لے گئی۔یہ کہہ کر وہ فوت ہو گئے۔(۴۷)

(۴۷) حکایت:

حضرت مورق عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کی طبع پرسی کے لیے گیا وہ اس وقت بیہوش تھا۔میں نے دیکھا نور اس کے سر سے نکلا گھر کی چھت تک پہنچ کر چھت کو چیر دیا ،دوسرا اس کی ناف سے نکلا اس نے پہلے کی طرح چھت چیر دی،تیسر نور اس کے دونوں پاؤں سے نکلا اس سے وہی ہوا جو پہلے دو سے ہوا جب اسے افاقہ ہوا تو ہم نے کہا،کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ کہا ہاں۔سر سے جو نور نکلا وہ سورۂ الم سجدہ کے اوّل حصہ کا نور تھا اور جو ناف سے نکلا وہ سورة مذکور کا درمیانہ حصہ کا نور تھا اور جو سر سے نکلا وہ سورة کے آخری حصہ کا نور تھا وہ میری شفاعت کے لئے بارگاہِ الٰہی میں گئیں اور سورۂ ملک میری نگرانی کر رہی ہے اس لئے کہ یہ دونوں سورتیں روزانہ رات کو پڑھ کر سوتا تھا۔

(۴۸) قابیل کی کہانی:

ابوایوب یمانی فرماتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کے ایک شخص جسے عبداللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔کہتا ہے کہ وہ اور اس کے ساتھی دریائی سفر کے لئے نکلے۔دریا پر تاریکی چھا گئی ،کئی دن تک ہم اس تاریکی میں چلتے رہے۔چند دنوں کے بعد وہ تاریکی چھٹ گئی ، روشنی ہوئی تو ایک بستی کے قریب تھے۔میں پانی تلاش کرنے نکلا،اس بستی کے دروازے بند تھے،میں نے بڑی آوازیں دیں لیکن جواب نہ ملا۔میں حیران کھڑا تھا کہ دوسوار ملے۔

مجھ سے ماجرا پوچھا میں نے سارا حال سنایا اور پانی کی طلب کا اظہار کیا۔انہوں نے کہا کہ اس گلی میں چلا جا، اس کے آخر میں پانی کا حوض ہے، جتنا چاہے پانی لے لے لیکن جو ہولناک منظر نظر آئے اس سے مت گھبرانا۔میں نے بستی کے متعلق پوچھا کہ اس کے دروازے کیوں بند ہیں؟ انہوں نے کہا یہ موتی کے ارواح کا مسکن ہے۔ان کے کہنے پر میں گلی میں چلا گیا واقعی اس کے آخر میں پانی کا حوض تھا، اس میں ایک شخص اُلٹا لٹکا ہوا ہے، وہ پانی چاہتا ہے لیکن پانی تک اس کا ہاتھ نہیں پہونچ سکتا۔ مجھے دیکھ کر کہا اے عبداللہ! مجھے پانی پلا، میں نے پانی پیالہ میں لے کر اسے پلانا چاہا لیکن میرا ہاتھ بندھ گیا۔پھر میں نے اپنے عمامہ کو تر کر کے اس کے منہ تک لے جانا چاہا تو میرے دونوں ہاتھ بندھ گئے۔ میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں وہی ہوں جس نے سب سے پہلے زمین پر ناحق خود بہایا (یعنی قابیل ابن آدم علیہ السلام)۔

(۴۹) ارواح آلِ فرعون:

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرد عسقلانی سے پوچھا، جو ساحلِ دریا پر رہتا تھا کہ تو نے کبھی عجیب بات دیکھی؟ اس نے کہا ہاں ہم دریا سے ایک سیاہ پرندہ دیکھتے ہیں جو سیاہ ہو کر نکلتا ہے، سارا دن سیاہ رہتا ہے، شام کو سفید ہو کر دریا میں داخل ہو جاتا ہے۔اوزاعی نے کہا اسے تم نے کیا سمجھا؟ انہوں نے کہا ہاں ہماری سمجھ میں ہے کہ اس پرندے کے گھونسلے میں آلِ فرعون کی ارواح ہیں جنہیں روزانہ آگ پیش کی جاتی ہے، جب اس پرندہ پر آگ کی تپش کا اثر ہوتا ہے تو اس کے پَر سیاہ ہو جاتے ہیں، سارا دن اسی طرح گزار کر واپسی دریا میں چلا جاتا ہے۔اس واقعہ کی تصدیق انہوں نے اس آیت سے کی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اُدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ○(المؤمن: ٤٠/٤٦)

ترجمہ: حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت عذاب میں داخل کرو۔

(۵۰) مقروض سزایاب

شیبان بن حسن فرماتے ہیں کہ میرے والد اور حضرت عبدالواحد بن زید جنگ کے لئے گھر سے نکلے ایک کنوئیں پر پہنچے، ڈول میں پانی ڈالا تو رسی ٹوٹ گئی پھر سب نے اپنی اپنی رسیاں ملا کر ایک مرد کو کنوئیں میں اتارا۔ جب وہ کنوئیں میں گیا تو اندر سے مہمل کلام سنائی دیا۔ کنوئیں سے نکل کر پوچھا کہ جو کچھ میں نے سنا تم نے بھی سنا ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ پھر کہا مجھے ستون کے برابر کی لکڑی دو تا کہ میں کنوئیں سے پانی نکالو وہ اس بڑی لکڑی کے سہارے کنوئیں میں گیا تو اسی طرح کی آواز اپنے قریب سے سنی۔ اس سے پوچھا کہ تم جن ہو یا انسان؟ اس نے کہا میں انسان ہوں۔ اس سے پوچھا تم کہاں سے یہاں آئے ہو؟ کہا میں انطا کی ہوں، انطا کیہ میں میری اولاد نہ مجھے یاد کرتی ہے نہ قرض ادا کرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ جو کنوئیں میں داخل ہوا وہ کنوئیں سے نکل کر ساتھیوں سمیت انطا کیہ چلے گئے۔ اس مرد کا حال معلوم ہوا لوگوں نے کہا وہ مر گیا ہے اس کی اولاد کا پوچھا تو وہ اس سے ملے، کہنے لگے ہمارا باپ نہایت پاکباز تھا، ہاں اس نے چند چیزیں خریدیں لیکن ان کی قیمت ادا نہ کر سکا۔ چلئے ہم ان کا وہ قرض ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چل کر قرض ادا کیا۔ ہم پھر واپس کنوئیں پر آئے تو نہ وہ کنواں تھا نہ اس کا کوئی نشان۔ ہم یہاں سے چلے اور کہیں جا کر رات گزاری، رات کو خواب میں وہی مرد جو کنوئیں میں تھا آیا اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزا دے، ادائیگی قرض کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کنوئیں سے نکال کر جنت میں جگہ دی۔ (الحمد للہ علیٰ ذلک) (۲۸)

۲۸۔ فائدہ﴾ اکثر لوگ قرض لے کر یا تو دینے سے انکار کر دیتے ہیں یا دینے میں سُستی کرتے ہیں، اسی دوران موت آجاتی ہے تو وہی سزا ہے جو مذکور ہے۔ ہاں قرض ادا کرنے کا ارادہ مصمم تھا لیکن موت نے

موسیٰ علیہ السلام کے ستر صحابی

(۵۱) محمد بن کعب القرظی آیت

"وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا" (الاعراف: ۷/۱۵۵)

ترجمہ: اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد ہمارے وعدہ کے لئے چنے۔

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر نیک آدمی انتخاب کر کے سفر کے لئے نکلے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا ہمیں کہاں لے جانا چاہتے ہیں؟ فرمایا میں تمہیں اپنے رب کے ہاں لے جا رہا ہوں، اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تورات عطا فرماؤں گا۔ انہوں نے کہا ہم نہیں مانتے یہاں تک کہ ہم خود آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔

انہیں اس جرأت مندانہ کلام پر کڑک (بجلی) نے پکڑ لیا اور وہ اس منظر کو دیکھ رہے تھے، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جب کوئی بھی نہ بچا اکیلے رہ گئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

"رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا" (الاعراف: ۷/۱۵۵)

ترجمہ: رب میرے تو چاہتا تو پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا، کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک فرمائے گا جو ہمارے بے عقلوں نے کیا۔

اے پروردگار واپس جا کر ان کے متعلق کیا کہوں گا جبکہ ان میں سے میرے ساتھ ایک بھی نہیں بچا۔ پھر محمد بن کعب القرظی نے آیت پڑھی

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۲/۵۶)

ترجمہ: پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو۔

زندہ ہو کر انہوں نے کہا "ھدنا الیك" اپنی طرف سے ہمیں ہدایت دے، یہودیوں کا یہ لقب اسی کلمہ سے ہے۔

(۵۲) ہزاروں یہودی زندہ ہو گئے

ہلال بن یساف نے آیت

"اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

۔(البقرۃ:۲/۲۴۳)"

ترجمہ: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے۔

کی تفسیر میں فرمایا کہ بنی اسرائیل میں طاعون کی بیماری (وباء) پھیلی تو ان کے دولت مندوہ علاقہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے گئے، جو بچ گئے وہ اس وباء سے مر گئے۔ ان مرنے والوں کی برادری سے کچھ وباء سے بچ بھی گئے۔ جب وہی وباء سال کے بعد پھر آئی تو آپس میں کہا کہ ہم اگر یہاں رہ گئے تو ہم بھی مر جائیں گے اگر چلے جائیں تو پہلے جو چلے گئے تھے وہ بچ گئے، اسی طرح ہم بھی بچ جائیں گے۔ یہ طے کر کے چلے تو راستہ میں ان پر اللہ تعالیٰ نے موت وارد کردی، وہ وہیں پڑے رہے یہاں تک کہ ان کی ہڈیاں رہ گئیں، گوشت پوست وغیرہ سب گل گیا۔ اس علاقہ کے لوگوں نے ان کی ہڈیاں ایک جگہ جمع کردیں ان پر ان کے نبی علیہ السلام کا گزر ہوا۔ حصین نے فرمایا میرا خیال ہے کہ وہ حزقیل علیہ السلام تھے۔ عرض کی یارب تو چاہے تو انہیں زندہ کردے، یہ تیری عبادت کریں گے، تیرے شہروں کو آباد کریں گے، تیرے اور بندے جنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی، فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ یہ زندہ ہو جائیں؟ عرض کی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ

کلمات کہو، ان کلمات کی برکت سے ان کی ہڈیوں پر گوشت اور پٹھے چڑھائے گئے، پھر اور کلمات پڑھے جن کی برکت سے ان کی اصلی صورتیں جڑ گئیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل بولنے لگے، پھر بعد کو جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ زندہ رہے۔(۲۹)

(۵۳) باپ تیس سالہ اور بیٹا ایک سو بیس سالہ

حضرت حسن بصری (رحمہ اللہ) نے آیت

"اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ـ (البقرة:۲/۲۵۹)"

ترجمہ: یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑھی تھی اپنے چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا۔

کی تفسیر میں فرمایا کہ عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صبح بوقت چاشت موت دی، پھر انہیں زندہ کیا تو سورج غروب ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا یہاں کتنی دیر ٹھہرے ہو؟ عرض کی ایک دن یا اس سے کم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ایک سو سال یہاں گزار چکے ہو۔ دیکھو تمہارا طعام اور تمہارا پانی نہیں بدلا اور گدھے کو دیکھو کہ ہم نے لوگوں کے لئے عبرت بنائی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے گدھے کو جو ریزہ ریزہ ہو چکا تھا ان کے طعام اور پینے کی چیزوں سے درندوں کو دور رکھا۔

اے عزیر دیکھو! ہم تمہارے گدھے کو کیسے اُٹھاتے اور اس پر کیسے گوشت چڑھاتے

۲۹۔ تبصرہ اُویسی غفرلہ ﴿غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بڑھیا کا بیڑا تیرایا اس کی دلیل یہ واقعہ کلی ہے۔

ہیں۔

امام حسن بصری (رحمہ اللہ) نے فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ عزیر علیہ السلام کی سب سے پہلے آنکھ کو کھولا وہ گدھے کی ہڈیاں جڑتے ہوئے آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ جب عزیر علیہ السلام کے سامنے یہ بات واضح ہوئی تو عرض کی مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

(۵۴) حضرت اعمش سے "ولنجعلك آية للناس" کی تفسیر میں مروی ہے وہ فرماتے ہیں ایک نوجوان آیا اس حال میں کہ اس کے بچے بوڑھے ہو چکے تھے۔

(۵۵) موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مردہ زندہ ہوا

بنی اسرائیل کے دو شہر تھے اور ایک محفوظ دروازہ جس کے گرد مضبوط دیوار تھی۔ جب وہ رات کو شہر کے دروازوں کو تالہ سے بند کر کے سوتے تو صبح اُٹھ کر دیوار کے اوپر کھڑے ہو کر شہر کے گرد دیکھتے کہ کوئی حادثہ تو نہیں ہوا۔

دوسرا شہر ویران جس کی نہ دیواریں نہ کوئی اور حفاظت۔ ایک دن محفوظ شہر والے اُٹھے تو دیکھا ان کے شہر کے کنارے ایک مردہ مقتول پڑا ہے۔ ویران شہر والوں نے محفوظ شہر والوں پر الزام لگایا کہ تم نے اسے قتل کیا اُدھر اس کا بھتیجا دھاڑیں مار کر رو رہا تھا اور کہتا تھا کہ اس شہر والے لوگوں نے میرے چچا کو قتل کیا ہے۔ محفوظ شہر والے لوگ کہنے لگے کہ ہم تو رات کو شہر کے دروازے بند کر کے سوتے ہیں ہم نے تمہارے آدمی کو قتل نہیں کیا۔ پھر یہ دونوں شہر والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں حاضر ہوئے اور چاہا کہ آپ بتائیں اس کا قاتل کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی جس کا ذکر قرآنِ مجید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ o قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ قَالَ اِنَّه يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ o قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ اِنَّه يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ o قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا وَاِنَّآ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ o قَالَ اِنَّه يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ o" (البقرة ۲:۶۷-۷۱)

ترجمہ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں، فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے گائے کیسی، کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتا دے اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی دیکھنے والوں کو خوشی دیتی۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے بیشک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے۔ کہا وہ

فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں بولے اب آپ ٹھیک بات لائے، تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

قصہ گائے کا

جس گائے کا ذکر قرآنِ مجید میں ہوا اس کا واقعہ یوں ہے کہ شہر میں ایک نوجوان تھا وہ اپنی دوکان میں بیٹھ کر سامان بیچتا تھا، باپ بوڑھا زندہ تھا۔ ایک دن دوسرے شہر سے ایک آدمی آیا اس نوجوان سے سامان خریدنا چاہا، نوجوان نے کہا کہ میرے والد آرام فرمارہے ہیں انہیں جگانا مجھے ناگوار ہے۔ خریدار نے کہا کہ مجھے سامان دوکان سے نکال دو، دوگنی قیمت ادا کروں گا، نوجوان نے انکار کردیا۔ باپ کو جگانا گوارا نہ کیا۔ تیسری بار خود خریدار اس کے باپ کو دیکھنے گیا کہ واقعی اس کا باپ گہری نیند میں خراٹے لے رہا ہے۔ پھر خریدار نے مزید قیمت کا لالچ دیا، نوجوان بدستور اپنے مؤقف پر ڈٹا رہا۔ جب یہ دونوں واپس چلے گئے، نوجوان کے والد جاگ گئے۔ نوجوان نے باپ کو سارا ماجرا بیان کیا۔ باپ نے کہا تو نے غلطی کی خواہ مخواہ اتنا نقصان ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کی والد کی خدمت گزاری پر یوں انعام فرمایا کہ اس کی گائے سے بچھڑا پیدا ہوا، وہی بنی اسرائیل کے مردہ زندہ کرنے کے کام آئے گی۔ بنی اسرائیل اس نوجوان کے پاس گائے خریدنے آئے۔ نوجوان نے کہا میں یہ گائے والد کی اجازت کے بغیر نہیں بیچ سکتا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسے ہر حال میں لازماً خریدنا ہے۔ نوجوان نے کہا جبراً چھین لوگے تو وہ علیحدہ بات ہے لیکن میں والد کے بغیر اسے نہیں بیچ سکتا۔ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے نوجوان کا حال سنایا۔ آپ

نے فرمایا اسے جس طرح راضی کرنا ہو راضی کرو۔ انہوں نے کہا کہ اس کی رضا کا طریقہ آپ ہی بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے یہ گائے سونے کے برابر خریدو۔ وہ اس پر راضی ہوجائے گا۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا اور گائے کو سونے کے برابر خرید لیا گیا اور گائے مردہ کی قبر پر لائے اس کی قبران دوشہروں کے درمیان واقع تھی۔ دونوں شہروں کے لوگ جمع ہوگئے۔ گائے ذبح کی گئی اور اس کا بھتیجا بدستور قبر پر رورہا تھا کہ چچا کو کسی ظالم نے قتل کردیا۔ بہرحال گائے ذبح کی گئی اور اس کا بعض حصہ مردہ کی قبر پر مارا تو مردہ قبر سے سر کے بال جھاڑتا ہوا اُٹھا اور کہا کہ مجھے میرے بھتیجے نے قتل کیا اور یہ مدت العمر سے میری موت کا منتظر تھا کہ میرے مال کا وارث بنے گا۔ میری موت طبعی میں دیر دیکھی تو مجھے قتل کردیا۔ یہ کہہ کر وہ مرگیا۔ (۳۰)

۳۰۔ تبصرہ اُویسی غفرلہ: یہ روایت ابن ابی الدنیا کی ہے۔ دوسری محدثین ومفسرین دوسرے طریقے سے بیان کرتے ہیں، وہ بھی فقیر درج کرتا ہے تاکہ مسائل وعقائد کی مزید تائید شدید ثابت ہو۔

اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت مالدار تھا۔ اس کی اولاد نہ تھی صرف دو بھتیجے تھے۔ ایک رات مال کے لالچ میں انہوں نے اسے مار ڈالا اور اس کی لاش دو گاؤں کے درمیان ڈال دی اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر ان دونوں گاؤں والوں پر دعویٰ کردیا۔ وہ لوگ چونکہ اس فعل سے بے خبر تھے واویلا کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس واقعہ کی صحت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کرائی۔

موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی، حکم ہوا کہ یہ لوگ گائے ذبح کریں۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ مذاق مت کرو، صحیح واقعہ بتاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے اسی طرح کہا ہے انہوں نے کہا اچھا بتاؤ گائے کیسی ہے، اس کا رنگ کیا ہے، کس کام کی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے سب تفصیل بتادی۔ اب انہیں پتہ چلا کہ ان اوصاف کی گائے جو ایک یتیم کے پاس ہے، وہ گائے یتیم سے بہت مہنگی لے کر ذبح کی۔ جب گائے ذبح کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اضربوہ ببعضھا'' یعنی پھر ہم نے کہا مارو اس مردہ کو اس گائے کا بعض۔

لفظ ''بعض'' سے مراد مفسرین نے زبان لی ہے۔ کچھ مفسرین کہتے ہیں سیدھی ران کا ایک ٹکڑا تھا، بعض کے نزدیک کان ہے، بعض کے نزدیک دم کی ہڈی ہے۔ بہرحال اس مردہ گائے کے بعض حصہ کو مردہ آدمی سے لگایا گیا تو وہ

تقریباً تمام تفاسیر میں یونہی ہے۔ اختصاراً وتطویلاً بطریق مختلف والفاظ متنوعہ

واقعہ میں تین چیزیں قابلِ غور ہیں:

(اولاً) یہ کہ جب اللہ تعالیٰ قادر قدیر کن کہہ کر کائنات پیدا فرما سکتا ہے۔ اب مقتول کے زندہ فرمانے سے کون سا اشکال تھا کہ نہ خود زندہ فرماتا ہے اور نہ ہی موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیتا ہے کہ تم میری اجازت سے مردہ کو زندہ کرلو بلکہ انہیں گائے کے ذبح کرنے پر مجبور کردیا اور وہ بھی خاص قسم کی جس میں بہت بڑے لمبے شرائط ذکر فرمائے۔ بہر حال اس طوالت میں کوئی حکمت ضرور مضمر ہے۔ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اپنی تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۴۴ میں فرماتے ہیں:

شرط فیہ ما شرط لما جری عادتہ تعالیٰ فی الدنیا بتعلیق الأشیاء بالأسباب الظاھرۃ

یعنی، اللہ تعالیٰ نے ابتداً اس لئے مردہ کو زندہ نہ فرمایا اور اسے شرائط کے ساتھ مشروط فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اشیاء کو اسباب ظاہرہ سے متعلق فرمایا کرتا ہے۔

فائدہ ﷺ انہی اسباب سے انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی مدد ہے۔ تفصیل فقیر کی تصانیف میں ہے۔

(ثانیاً) یہ کہ اپنی قدرت کا مظہر گائے کو کیوں بتایا حالانکہ گائے کے بجائے اگر موسیٰ علیہ السلام کو مظہر بناتے جو اس کی قدرت کے مظہر اعلیٰ بھی ہیں اور قوم کے نبی بھی اور قوم کو ان کے معجزے دیکھنے کی ضرورت بھی تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی قدرت کے اظہار پر دین کو فائدہ بھی تھا کہ معجزہ دیکھ کر شاید اور لوگ ایمان لے آتے۔ اس کی وجہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

وکان اللہ تعالیٰ فیہ حکمۃ وذلك انہ کان فی بنی اسرائیل رجل صالح لہ ابن طفل وکان لہ عجل اتی بھا الی غیضۃ وقال اللھم انی استودعك ھذہ العجل لابنی حتی یکبر ومات الرجل فصارت العجلۃ فی الغیضۃ عوانا وکانت تھرب من کل راھا ۔ الخ

یعنی، اس میں حکمت یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا نیک اور اس کا ایک چھوٹا لڑکا تھا اپنی موت کو جب قریب دیکھا تو بچے کے لئے ایک بات سوجھی وہ یہ کہ اس کے گھر ایک گائے کا بچھڑا تھا اور اسے جنگل میں لے جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کی یا اللہ! یہ بچھڑا تیری امان میں ہے، میرے بیٹے کے لئے جب تک وہ بڑا نہ ہو، یہ گائے تیرے سپرد ہے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ وہ گائے جنگل میں رہتی جس جس کو دیکھتی ڈر کے مارے بھاگ جاتی۔ الخ

(اخرجہ جریر عن ابن عباس موقوفاً مظہری، ج ۱، ص ۴۲)

فائدہ ﷺ اس سے اولیاء اللہ کی شان کا اندازہ لگایئے۔

(ثالثاً) کہ گائے کے بعض کے ساتھ لگانے سے زندہ کرنے کے کیا معنیٰ۔ اس کے متعلق بزرگوں نے فرمایا ہے

(٥٦) پیاسا مردہ بولا

حویرث بن رثاب فرماتے ہیں کہ میں مقامِ اثایہ کے قبرستان میں تھا۔ اچانک قبر سے ایک مردہ نکلا اس نے کہا اے بندۂ خدا مجھے پانی پلا، اس کی حالت خراب تھی کہ اس کے چہرے پر آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور وہ لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کی قبر سے ایک اور آدمی نکلا اور اسے زنجیروں سے کھینچ کر قبر کے اندر لے جا رہا تھا اور مجھے کہا اے بندۂ خدا اس خبیث کو پانی مت پلانا، اس طرح سے اسے قبر کے اندر لے گیا۔

حویرث کہتے ہیں کہ میں اس سے گھبرایا اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اسے خوب دوڑایا۔ شب بھر میں تیزی سے اونٹنی دوڑتی رہی یہاں تک کہ صبح کی نماز میں نے مدینہ پاک آ کر پڑھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا اے حویرث میں تیری بات ٹھکرا تو نہیں سکتا لیکن اس کی تصدیق ضروری ہے۔ جاؤ فلاں بستی کے بوڑھے لوگ زندہ ہیں جنہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے، ان سے معلومات کرو کہ یہ شخص کیسا تھا مسلمان تھا

کہ گائے سببِ ظاہری بھی ہے اور ولی کے ساتھ متعلق بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس طویل بیان سے یہ ظاہر فرمایا کہ میری قدرتوں کا اظہار میرے اولیاء کے متعلقات سے بھی ہوتا ہے۔ دیکھئے اس گائے کا حال کہ جب اسے ولی سے نسبت ہوئی تو ہمیں اس سے ایسا پیار ہوا کہ اسے مظہرِ قدرت بنا دیا کہ اس کے ذریعہ مردہ زندہ کر دیا۔

ان وجوہ کے بعد ﷺ نادان لوگوں سے پوچھئے کہ کیا محبوبِ سبحانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گائے کی دُم کی ہڈی سے بھی کم ہیں۔ جب ولی کی گائے مردہ زندہ ہونے کا سبب بن سکتی ہے تو ولیوں کے ولی اور غوثوں کے غوث کی دعا میں مردہ زندہ کرنے کی تاثیر کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مردہ کو ایک ولی کی گائے کی ایک ہڈی سے زندہ فرمایا تو کون سا اشکال ہے کہ اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دعا سے مردہ زندہ کر دے۔ بھائیو! یہ لوگ اولیاء کی کرامت کا انکار نہیں کر رہے بلکہ اسی انکار سے دراصل قادر قدیر کی قدرت سے منکر ہو رہے ہیں۔ (ولکن لا یشعرون)

اس واقعۂ قرآنیہ سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی شان کو ظاہر کرنے کے لئے اپنی قدرت بالخصوص مردوں کو زندہ کرنے کا اظہار بندوں سے کراتا ہے۔

یا کافر؟ بوڑھے بولے اے امیر المؤمنین ہم اسے خوب جانتے ہیں وہ کافر تھا اور دورِ جاہلیت میں مرا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا الحمدللہ یہ شخص کافر تھا، مسلمانوں میں سے نہیں تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بوڑھوں سے اس کا عمل پوچھا تو کہا کہ وہ مہمان نواز نہیں تھا۔(۳۱)

(۵۷) ابراہیم علیہ السلام کے پرندے

ابوالجوزاء رحمہ اللہ نے آیت

”وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰـكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ“(البقرۃ:۲/۲۶۰)

اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں، عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ“(البقرۃ:۲/۲۶۰)

ترجمہ: تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے۔

یعنی، پھر انہیں بلائیے وہ تمہارے بلاوے کا جواب دیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ آپ انہیں ذبح کریں پھر پرندوں کو اپنے پاس بلائیں، چنانچہ آپ نے ذبح کر کے ان کی کھال اُتاری اور ان کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر تمام گوشت آپس

۳۱۔ تبصرہ اُویسی غفرلہ: اس طرح کے متعدد واقعات ہیں۔ فقیر نے ”قبر کے عذابی“ اور ”اخبار القبور“ میں درج کئے ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ جو مہمان کی خدمت نہیں کرتا اور اسے کھانا وغیرہ نہیں کھلاتا اس کی سزا یہی ہے جو اوپر مذکور

میں ملا دیا، آپ نے ان کا گوشت اور خون ایک دوسرے کے ساتھ ملایا۔ یہاں تک کہ گوشت اور خون کے علاوہ ان کے چمڑے اور پھر سب کو ریزہ ریزہ کر کے ایک جز بنایا۔ حکم ہوا اس کے تمام گوشت و پوشت کو یکجا کر دیں۔ پھر حکم ہوا:

"ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا"

(البقرة:٢/٢٦٠)

ترجمہ: پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلاوہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ویسے ہی کیا جیسے انہیں حکم ہوا، پھر ان کے نام لے کر انہیں بلایا تو ہر ایک کا خون اور پَر اور گوشت علیحدہ علیحدہ ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (البقرة:٢/٢٦٠)

ترجمہ: اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(۵۸) بنی اسرائیل کے عجیب لوگ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں عجیب وغریب واقعات ہو گزرے ہیں۔ ایک میں سے ایک یہ ہے کہ چند رفقاء سیر و سیاحت کے لئے گھر سے نکلے، ان کا ایک قبرستان سے گزر ہوا۔ ان میں سے ایک نے کہا یہاں دوگانہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس گورستان سے مردہ زندہ کرے وہ ہمیں موت کے بعد کے حالات بتائے۔ چنانچہ ہر ایک نے دوگانہ پڑھ کر دعا مانگی تو ایک مردہ قبر سے سر کے بال جھاڑتا ہوا باہر نکلا اور اس کے ماتھے سے سجدے کے نشانات نظر

آتے تھے، کہا اے لوگو! تم کیا چاہتے ہو مجھے تو مرے ہوئے ایک صدی گزری ہے لیکن تا حال سکرات کی تلخی محسوس ہو رہی ہے، دعا مانگو تا کہ میں واپس قبر میں چلا جاؤں۔ (۳۲)

(۵۹) عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں سام بن نوح علیہ السلام کا زندہ ہونا

معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ سام بن نوح یہاں ہمارے قریب مدفون ہیں، آپ اسے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے زندہ کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے بار بار بلایا لیکن جواب نہ پایا تو اسرائیلیوں نے کہا یہاں قریب ہی قبر پر کھڑے ہو کر بلائیے۔ چنانچہ آپ نے قبر پر جا کر اسے بلایا تو وہ سفید بالوں والا تھا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ جب مرا تھا تو وہ نوجوان تھا لیکن یہ سفید بال کیسے؟ آپ نے سام بن نوح سے پوچھا تو عرض کی یہ وہی سکرات کا جھٹکا تھا جس کے خوف سے میرے بال سفید ہو گئے۔

(۶۰) مردہ عورت زندہ ہوگئی

احمد بن عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ کے ایک بوڑھے سے سنا، اس نے فرمایا کہ ہمارے یہاں ایک عورت مرگئی، ہم اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے لگے تو وہ جنازہ پڑھنے سے پہلے متحرک ہوئی اور کفن ہٹا کر اُٹھ بیٹھی۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہی، اس کے بچے بھی پیدا ہوئے۔

(۶۱) دو بچے نیک بی بی کے

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی صالحہ خاتون جو اپنے شوہر

۳۲۔ جب بنی اسرائیل کے ان نیک بندوں کی دعا سے اللہ نے مردے کو زندہ کر دیا تو اپنے محبوب کی امت میں

کی خوب خدمت کرتی ، ایک بار اس کے دو بچے کنوئیں میں ڈوب کر مر گئے ۔ لوگوں نے انہیں کنوئیں سے نکال کر غسل دے کر کفنا دیا۔ وہ نیک خاتون کہہ رہی تھی کہ ان کی موت کی اطلاع ان کے باپ کو نہ دینا میں خود ہی اسے بتاؤں گی ۔ چنانچہ اس کا شوہر سفر سے گھر واپس آیا، خاتون نے کھانا پیش کیا، شوہر نے کہا بچوں کو بلاؤ وہ میرے ساتھ کھانا کھائیں ۔ خاتون نے کہا وہ آرام کر رہے ہیں۔ شوہر نے کہا جب تک وہ نہیں آتے میں کھانا نہیں کھاتا ۔ یہ کہہ کر ان کے نام سے انہیں پکارا تو انہوں نے زندہ ہو کر باپ کو جواب دیا یعنی اللہ تعالی نے اس خاتون کی نیکی اور شوہر کی خدمت گزاری کی برکت سے ان کی روح واپس لوٹا دی ۔

(٦٢) شہید مجاہد زندہ ﴾ ایک قوم دریائی سفر کر کے کہیں جنگ کے لئے جا رہی تھی ، راستہ میں نیم مردہ پڑا تھا اور بولا کہ مجھے بھی ساتھ لے لو۔ مجاہدوں نے پہلے تو انکار کیا لیکن اس کی حالت دیکھ کر رحم آیا اور ساتھ لے لیا۔ اس کے بعد مجاہدین نے دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ اس نوجوان کی حالت غیر ہو گئی ، وہ وہیں کسی دشمن کے تیر سے شہید بھی ہوئے ۔ جب مجاہدین فراغت پا کر واپس ہونے لگے تو اس شہید کا سر اُٹھا اور ان کا استقبال کیا اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھتا تھا:

"تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥"(القصص:٨٣/٢٨)

ترجمہ: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ہے۔

پھر آنکھیں بند کر دیں اور مر گیا۔

(٦٣) حکایت

ایک عورت کا بیان ہے کہ میرا شوہر مر گیا۔ہم نے اسے دفن نہ کیا وہ اپنے گھر میں تھا۔ رات کو غیبی آواز سنی جس سے ہم گھبرا گئے ۔میرا لڑکا اس آواز سے گھبرا کر میری چادر میں چھپ گیا۔وہ آواز ہمارے قریب آگئی اور وہ سر کٹا ہوا تھا،اس سے آواز آرہی تھی کہ اے فلاں تجھے دوزخ کی خوشخبری ہو،اس لئے کہ تو نے ایک نفس مؤمن کو قتل کیا ہے۔یہ کہتے ہوئے مردہ کے پاؤں میں داخل ہو کر اس کے سر سے باہر ہوا،پھر اس کے سر سے داخل ہو کر اس کے پاؤں سے باہر نکل گیا اور بار بار یہی کہتا تھا اے فلاں تجھے دوزخ کی خوشخبری ہو۔ پھر دیوار کے اوپر چڑھ کر یہی اعلان کیا اس کے بعد وہ آواز منقطع ہو گئی۔

(۶۴) حکایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مریض کے ارد گرد بیٹھے تھے اچانک وہ ساکت ہو گیا یہاں تک کہ اس کی سانس بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ہم نے اس کی آنکھیں بند کیں اور مردہ سمجھ کر چار پائی پر لٹا دیا۔اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری کی اور اسے غسل دینا چاہا تو متحرک ہوا،ہم نے کہا سبحان اللہ ہم نے تمہیں مردہ سمجھا تُو تو زندہ ہے۔اس نے کہا واقعی میں مر گیا تھا اور مجھے قبر میں لایا گیا اور میری قبر کو کاغذوں سے ڈھانپا گیا۔ اچانک ایک عورت آئی جو نہایت کالی سیاہ اور بد بودار تھی وہ کہنے لگی یہی ہے وہ فلاں جس کے یہ جرائم ہیں وغیرہ وغیرہ۔یعنی ایسے گندے کرتوت بتا رہی تھی جنہیں سن کر میں شرما گیا ۔میں نے کہا مجھے اس عورت سے بچاؤ۔اس نے کہا چلئے ہم کسی سے فیصلہ کرائیں۔ہم فیصلہ کے لئے ایک وسیع میدان میں گئے اس میں چاندی کا فرش تھا اس کے کنارے ایک مسجد تھی اس میں ایک نیک انسان نماز پڑھ رہا تھا اور نماز میں سورۂ نحل کی تکرار کر رہا تھا۔میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دے کر کہا کہ سورۃ تیرے ساتھ ہے اور سورۃ النعم نعمتوں

والی سورۃ ہے، پھر ایک تکیہ مجھے دیا جو اس کے قریب پڑا تھا، اس میں تکیہ سے ایک صحیفہ نکالا اس میں شاید میری نیکیوں کا ذکر تھا وہ کالی سیاہ عورت نے جلدی سے اس نیک مرد کو کہا کہ فلاں فلاں جرائم کا مرتکب ہے۔ اس پر میں نے حسین چہرہ والے کو دیکھا وہ میرے محاسن بیان کرنے لگا۔ اس نیک مرد نے کہا یہ شخص اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اس نے واقعی غلطیاں کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اب نہ مرے گا۔ اس کی موت پیر کے دن میں مقرر ہے۔

پھر اس نے ہمیں (عزیزوں، رشتہ داروں کو) کہا اگر میں پیر کے دن مروں تو سمجھنا کہ مجھے وہی نصیب ہوگا جو مجھے دکھایا گیا ہے اور میں نے تمہیں بتا دیا، اگر میں پیر کے دن نہ مروں تو سمجھنا کہ یہ میرا ہذیان ہے جو درد کی وجہ سے عموماً بیماری میں لایعنی نکلتی رہتی ہیں۔ اس کے بعد وہ مرد تندرست ہو گیا، جب پیر کا دن آیا تو عصر کے وقت گر پڑا اور اسی وقت مر گیا۔

فائدہ:

اس واقعہ میں یہ بھی ہے کہ مرادی نے کہا کہ میں نے اس سے پوچھا کہ حسین چہرہ والا کون تھا، جس سے خوشبو مہک رہی تھی؟ اس سے میں نے پوچھا تو کون ہے؟ جواب دیا میں تیرا نیک عمل ہوں۔ میں نے کہا تو وہ کالی سیاہ عورت کون تھی جس سے بدبو پھیل گئی؟ کہا گیا کہ یہ اس کے بُرے عمل ہیں، اس طرح کا ملتا جلتا کلام کیا۔

فقط والسلام

الحمدللہ یہ ترجمہ فقیر نے مکہ معظّمہ میں شروع کیا۔ عمرہ کے بعد چند دن مدینہ طیبہ میں فارغ اوقات میں لکھتا رہا۔ اعتکاف کے دنوں میں ترجمہ روک دیا کیونکہ نجدی میرے جیسے کو ستاتے ہیں اور جو لکھا جاتا اور جس کتاب سے

لکھا جاتا ہے وہ چھین لیتے ہیں، کبھی گرفتار کر کے سخت سے سخت اذیتیں دیتے ہیں۔ اعتکاف کی فراغت کے بعد عزیزم مفتی محمد صالح اُویسی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ذہن ماؤف ہوگیا لیکن اس کے باوجود بہاولپور واپس آکر ترجمہ مکمل کیا۔

الحمدللّٰہ علی ذلك

وصلّی اللّٰہ حبیبه الکریم الامین وعلیٰ آله واصحابه اجمعین

۴ شوال المکرّم ۱۴۲۵ھ

نوٹ!!

☆...... منی آرڈر کی فیس زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کو سہولت دی گئی ہے کہ آپ ایک منی آرڈر پر ایک سے زیادہ ممبران کی فیس ایک ساتھ بھیج سکتے ہیں۔

☆...... ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے علیحدہ فارم کی ضرورت نہیں، آپ اسی فارم کو پُر کر کے بھیج سکتے ہیں۔

☆...... زیادہ ممبران ہونے کی صورت میں اس فارم کی فوٹو کاپی بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

☆...... تمام ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ فارم جلد از جلد پُر کر کے روانہ کردیں زیادہ تاخیر کی صورت میں کتاب نہ ملنے پر شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔

☆...... اپنا ایڈریس مکمل اور صاف تحریر کر کے روانہ کریں ورنہ ممبر شپ حاصل نہ ہونے پر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

☆...... پرانے ممبران خط کے علاوہ منی آرڈر پر بھی اپنا ممبر شپ نمبر ضرور تحریر کریں۔

☆...... اپنا رابطہ نمبر بھی ضرور تحریر کریں۔

☆...... سال 2020ء کی ممبر شپ حاصل کرنے کے خواہش مند افراد دسمبر 2019ء تک اپنا ممبر شپ فارم جمع کرا دیں بصورت دیگر ممبر شپ کا حصول مشکل ہوگا۔

☆...... براہِ کرم منی آرڈر جس نام سے روانہ کریں، خط بھی اسی نام سے روانہ کریں تا کہ خط اور منی آرڈر کے ضائع ہونے کا امکان نہ رہے۔

☆...... فارم پر مکمل پتہ گاؤں / شہر کا نام، تحصیل، ضلع، پوسٹ کوڈ، موبائل نمبر لازمی اور مکمل تحریر کریں بصورت آپ کو پوسٹ ملنے میں دشواری ہو سکتی ہے۔

محترم المقام جناب.................................. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے آئندہ سال 2020ء کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ جس کے تحت ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس -/100 روپے سالانہ ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کر دیں تاکہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 5 بجے سے رات 12 بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں، ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، موجودہ ممبر شپ نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تاکہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کر دیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرا دیں۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے: فقط

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان — علاّمہ مہربان قادری (معاون محمد سعید رضا)
نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000 — شعبہ نشر و اشاعت 021-32439799
0314-2021215,0334-3835735

....

نام.................................ولدیت.................................

مکمل پتہ...

....

فون نمبر.................................سابقہ سیریل نمبر.................................

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کر سکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جا سکتی ہے۔

طلاق ثلاثہ

کا شرعی حکم

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت

العروة فی مناسك الحج و العمرة

فتاویٰ حج وعمرہ

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دار الافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت